

مقدمہ

”فقہ حنفی کیا قرآن وحدیث کا نچوڑ ہے“ نامی کتاب دراصل اس موضوع پر بنی ہوئی ایک C.D. کی تحریری شکل ہے۔ جس میں دلائل سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ فقہ حنفی قرآن وسنت کا نچوڑ نہیں بلکہ اس کے بہت سے مسائل قرآن مجید اور بخاری ومسلم کی احادیث صحیحہ کے بھی مخالف ہیں۔ اور بہت سے مسائل اجماع امت اور صحابہ کے عمل کے خلاف ہیں۔ بلکہ کتب فقہ حنفیہ کے مصنفین نے نبی مکرم ﷺ کے علاوہ ابراہیم علیہ السلام پر بھی بہتان باندھے ہیں۔ اسی طرح خلفاء راشدین، امام مالکؒ، امام بخاریؒ اور امام شافعیؒ وغیرہ پر بھی افتراء بازی سے پرہیز نہیں کیا گیا۔ خود بعض حنفی علماء نے کتب فقہ میں درج شدہ احادیث پر جرح کرتے ہوئے ان کو ضعیف اور موضوع بتلایا ہے۔ اور ان میں درج شدہ غلط مسائل کی نشان دہی کی ہے، جس کا تذکرہ عبدالرحمن عابد صاحب یوں فرماتے ہیں۔

”آج فقہ حنفیہ کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس کے تمام مسائل قرآن وحدیث سے ماخوذ ہیں اور ان کو عوام الناس کی سہولت کے لئے جمع و یکجا کر دیا ہے تاکہ عام آدمی کو مسائل سمجھنے میں کسی قسم کی پریشانی کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ (مقلدین کے بقول) ایک عام آدمی مسئلے کی اصلیت تک نہیں پہنچ سکتا جب تک کہ وہ کسی معین شخص کا مقلد نہ بن جائے۔ اور عام آدمی متضاد احادیث میں مطابقت تلاش نہیں کر سکتا کیونکہ احادیث ایک ہی مسئلہ میں کئی طرح کی ہوتی ہیں، کسی حدیث میں مسئلہ کچھ ہوتا ہے اور کسی میں کچھ، جس کی وجہ سے وہ مسئلہ کو پرکھ نہیں سکتا ہے، اس لئے ضرورت ہے کہ مجتہد کی تقلید کی جائے تاکہ وہ اختلاف والی احادیث میں سے نتھار کر، نچوڑ کر، عطر نکال کر، پھوک وغیرہ پھینک کر ہمیں دے، لہذا اس کا مقلد بنے بغیر گزارہ

نہیں۔ جبکہ حقیقتاً اگر دیکھا جائے۔ تو مقلدین خود ایسے علماء کی پیروی کرتے ہیں کہ جن کو موضوع اور صحیح حدیث کی بھی خبر نہ تھی اور جن کتب کے بارے میں جتلاتے یہ ہیں کہ وہ بہت تحقیق اور کوشش کے ساتھ مرتب کی گئی ہیں تو ان کی بیان کردہ احادیث کا حال ظاہر ہو جانے کے باوجود پھر بھی اسی کو سند جانتے اور اسی پر عمل کرتے ہیں، جیسا کہ ہدایہ کی بعض احادیث کے بارے میں یہ معلوم ہو جانے کے باوجود کہ وہ موضوع ہیں پھر بھی انہیں پر عمل کرتے ہیں اور اسی کے مطابق فتوے دیتے ہیں۔

اسی لئے مقلدین نے دنیا بھر میں شہرت پھیلا رکھی ہے کہ فقہ حنفی کا کوئی بھی مسئلہ قرآن و حدیث کے خلاف نہیں۔ یعنی فقہ کے تمام مسائل حدیث کے مطابق ہی ہیں، کوئی مسئلہ خلاف حدیث نہیں اور یہ بات بطور عقیدہ کے حنفی حضرات کے دلوں میں بٹھا دی گئی ہے حالانکہ اصل حقیقت اس دعویٰ کے خلاف ہے۔ اگر کوئی تعصب سے ہٹ کر غور و فکر کرے تو اسے معلوم ہوگا کہ فقہ کے ہزاروں مسائل احادیث صحیحہ کے خلاف ہیں اور اکثر مقام پر دیکھئے گا کہ ایک طرف احادیث صحیحہ موجود ہیں اور دوسری طرف فقہ کا بے دلیل مسئلہ (یعنی امام صاحب کی رائے) مگر افسوس کہ پھر بھی ترجیح امام صاحب کی رائے کو ہی دی جاتی ہے اور فتویٰ بھی اسی کے مطابق دیا جاتا ہے۔

مقلدین نے جو کتابیں تقلید کے لئے واجب قرار دی ہیں ان میں ہدایہ، درمختار، قدوری، عالمگیری وغیرہ سرفہرست ہیں اور مقلدین فقہ کی ان کتابوں کے ساتھ پتھروں سے بھی زیادہ سختی سے چمٹے ہوئے ہیں۔ ان میں ہدایہ کے بارے میں کہتے ہیں کہ اس میں کوئی مسئلہ خلاف حدیث نہیں اور ہدایہ وہ کتاب ہے جو درس و تدریس میں داخل ہے جو حنفی مذہب کا بنیادی پتھر ہے اگرچہ یہ چھٹی صدی کی تصنیف ہے، لیکن حنفی مذہب کا دار و مدار صرف اسی پر ہے۔ اس

کے مصنف کا نام تو علی بن ابوبکر ہے مگر اس کے بعد آنے والے تمام فقہاء احناف احتراماً اسے برہان الدین (دین اسلام کی حجت و دلیل) کے نام و نشان اور لقب سے یاد کرتے ہیں اور ہدایہ کو اسلام کا حقیقی ترجمان و راہنما مانتے چلے آ رہے ہیں، چنانچہ شامی وغیرہ نے ہدایہ کی شان میں جو کچھ نقل کیا ہے وہ ہدایہ کے مقدمہ اور غایۃ الاوطار ترجمہ اردو ”درمختار“ میں من و عن یوں نقل کیا گیا ہے۔

کتاب الہدایۃ یمہدی الہدیٰ الی حافظیہ و یجعلو العمیٰ
فلازمہ واحفظہ ، یا ذالحجیٰ فمن نالہ نال اقعی المنیٰ۔

یعنی ”ہدایہ ہی ہدایت کی راہنما ہے اور اندھی آنکھوں کے لئے نور (یعنی آنکھوں کو بینا بناتی ہے) اے عقلمند تو اس کو لازم پکڑ اس سے چمٹ جا اور حفظ کر لے کیونکہ جس نے اس (ہدایہ) کو پالیا تو یقیناً اس کی تمام مرادیں پوری ہو گئیں۔

بہر حال ہدایہ کے ان گنت، لاتعداد اور بے شمار غلط افتراء اور جھوٹے بہتانوں میں سے بطور مثال وہ خاص جھوٹ اور افتراء ملاحظہ فرمائیے جو کہ حدیث کے نام سے رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کئے گئے ہیں اور ان کے غلط اور صریح جھوٹ ہونے کا اقرار و اعتراف خود مشاہیر فقہاء احناف نے بالکل واضح اور کھلم کھلا الفاظ میں کیا ہے۔

نبی ﷺ پر ہدایہ کے افتراء و بہتانات:

۱۔ ہدایہ میں ایک حدیث یوں نقل کی گئی ہے۔ ”لقول علیہ السلام من صلی

خلف عالم تقیٰ فکانما صلی خلف النبی“ (ہدایۃ کتاب الصلوٰۃ باب الامامۃ ج ۱

ص ۱۰۱)

”جس نے متقی امام کی اقتدا میں نماز باجماعت ادا کی تو اسے اتنا اجر و ثواب میسر ہوگا

جس قدر کہ رسول اللہ ﷺ کی اقتدا میں نماز پڑھنے سے ہوتا ہے۔

مصنف ہدایہ کے اس باطل ومن گھڑت افتراء کو دیکھ کر مولانا عبدالحی لکھنویؒ اس درجہ خوف زدہ ہوئے کہ ہدایہ کا حاشیہ لکھتے ہوئے انہیں یوں اعلان کرنے کے سوا کوئی چارہ کار نہ ہوا۔

او ولما لضبط الحديث المذكور في الكتاب لم يوجد بل قال بعض المحدثين انه موضوع ذكر السخاوي في مقاصد الحسنة انه حديث لم يوجد۔

یعنی یہ بالکل من گھڑت اور موضوع حدیث ہے جو کتب حدیث میں پائی نہیں جاتی۔

۲۔ ہدایہ میں ہے: لانه عليه السلام والصحابه رضوان الله عليهم كانوا يسافرون ويعودون الى اوطانهم مقيمين من غير عزم جديد۔ (ہدایہ جلد اول باب الصلوۃ المسافر)

یہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین پر وہ بہتان عظیم ہے کہ کسی کو علامہ عینی کی تصنیف بنایہ شرح ہدایہ کے یہ الفاظ نقل کرنے کی اشد ضرورت محسوس ہوئی:

لا تدري من اين اخذ المصنف۔ مصنف ہدایہ کی نقل کردہ حدیث ہمیں تو کسی کتاب حدیث سے نہیں ملی نہ معلوم صاحب ہدایہ نے کہاں سے نقل کی ہے؟

۳۔ ہدایہ میں لکھا ہے: حديث على موقوفا و مرفوعا لا يؤخذ في الزكوة الا الشيء۔ (ہدایہ جلد اول کتاب الزکوۃ فصل فی الغنم ص ۱۷۰)

یہ عبارت بھی رسول اللہ ﷺ پر صریح بہتان ہے، چنانچہ علامہ عینی کی بنایہ شرح ہدایہ کے الفاظ اس کی تردید میں حاشیہ پر یوں نقل کئے ہیں: هذا الحديث لم يرو عن علي مرفوعاً ولا موقوفاً۔ (حاشیہ ص ۱۷۰)

یعنی نہ ہی تو یہ الفاظ حضرت علیؑ سے مرفوعاً مروی ہیں اور نہ ہی موقوفاً گویا کہ حضرت علیؑ اور رسول اللہ ﷺ پر صریح بہتان ہے۔

نبی ﷺ پر مصنف درمختار کا افتراء:

ہدایہ کے من گھڑت افتراء اور موضوعات کے ساتھ ہی ہدایہ جیسی دوسری مشہور نفی حنفیہ کی کتاب درمختار کے بے شمار من گھڑت بہتانوں میں سے بطور مثال دو ہی بہتان ملاحظہ فرمائیے۔ لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں

(۱) إِنْ آدَمُ افْتَحَرَبِيْ وَ اَنَا افْتَحَرَبِيْ جَلْ مِنْ اُمَّتِيْ اِسْمُهُ نَعْمَانُ وَ كُنِيَّتُهُ اَبُو

حنيفة هُو سراج اُمتی (مقدمہ درمختار مع رد المختار ص ۵۲ ج ۱)

یعنی آدمؑ کو میری ذات پر فخر ہے اور مجھے اپنے ایک امتی کے سبب سے فخر ہے جس کا نام نعمان اور کنیت ابوحنیفہ ہے جو کہ میری امت کا روشن چراغ ہے۔ (لعنة الله على الواضعين والكاذبين) اسی مقام پر دوسرا افتراء یہ لکھا ہے:

(۲) ان سائر الانبياء يفتخرون بي وانا افتخر بابي حنيفة من احبه فقد

احبني ومن ابغضه فقد ابغضني۔

یعنی تمام انبیاء کو مجھ پر فخر ہے اور مجھے ابوحنیفہ پر۔ جس نے اس سے محبت کی اس نے

میرے ساتھ محبت کی، اور جس نے اس سے بغض کیا اس نے میرے ساتھ بغض کیا۔ (درمختار)

یہ رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی پر وہ بہتان عظیم ہے جس کی مثال اور نظیر تاریخ دنیا

میں نہیں ہے۔ نہ صرف یہی بلکہ غایۃ الاوطار ترجمہ درمختار میں ایسے کئی ایک من گھڑت جھوٹ

لکھے ہیں جس کے خلاف ملا علی نے موضوعات میں برملا اور کھلم کھلا پر زور احتجاج کیا ہے۔

یہ ہے حقیقت کا وہ مختصر نمونہ جسے قرآن مجید نے ملعون و مردور قرار دیتے ہوئے

یہودیت پر یوں عتاب فرمایا ہے:

فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ يَكْتُبُونَ الْكِتَابَ بِأَيْدِيهِمْ ثُمَّ يَقُولُونَ هَذَا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ (سورة البقرہ)

پس سخت خرابی ہے ان لوگوں کے لئے جو اپنی طرف سے من گھڑت مسائل لکھتے ہیں اور پھر یہ کہتے ہیں کہ یہ شرعی اور دینی احکام ہیں۔ یا با الفاظ نبی کریم ﷺ ”من کذب علی متعمداً فليتبوأ مقعده من النار“ یعنی مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ بنانے والے نے اپنا ٹھکانا جہنم میں بنانے کی کوشش کی ہے۔“

مصنف ہدایہ کا احادیث میں اضافہ کی جسارت:

او پر صرف غلط، موضوع اور جھوٹی عبارتوں کو رسول اللہ ﷺ کی ذات بابرکات کی طرف افتراء اور بہتان باندھتے ہوئے حرست کے نام سے درج کرنے کا نمونہ ملاحظہ فرمایا، اب اصل احادیث میں اپنی طرف سے من گھڑت الفاظ اور جملوں کے اضافہ کا نمونہ بھی ملاحظہ فرمائیے:

۱۔ ہدایہ میں اعرابی کی کفارہ والی مشہور حدیث ذکر کرتے ہوئے مصنف ہدایہ نے یہ الفاظ اپنی طرف سے لکھ دیئے ہیں: ولا یجزی احداً بعدک (ہدایہ جلد اول باب ما یوجب القضاء والكفارة ص ۲۰۰)

محشی نے ہدایہ کی اس زبردستی اور من گھڑت زیادتی کے خلاف ہدایہ کی مشہور و معتبر شرح بنایہ سے متن ہدایہ ہی میں ان الفاظ کے نیچے یہ الفاظ نقل کر دیئے ہیں: هذا لم یرو فی کتاب من الحدیث۔ یعنی کفارہ کی حدیث کے آخر میں جو الفاظ ”ولا یجزی احداً بعدک“ ہدایہ کے مصنف نے لکھے ہیں وہ الفاظ حدیث کی کتابوں میں قطعاً موجود نہیں ہیں۔ صرف اپنا مذہب ثابت کرنے کے خاطر اس نے یہ الفاظ بڑھادیئے ہیں۔ ۲۔ ہدایہ میں ختمیہ کی مشہور حدیث میں ”واعتمری“ کا لفظ بڑھایا گیا ہے، چنانچہ یہ روایت ہدایہ میں اس طرح لکھی ہوئی موجود ہے

بحکھدیت الخثعمیة فانہ علیہ السلام قال فیہ حجی عن ابیک و اعتمری۔ (ہدایہ کتاب الحج عن الغیر ص ۲۷۷) یعنی دوسروں کی طرف سے حج اور عمرہ کرنے کی دلیل حدیث ہی ہے۔ جس میں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے: کہ تو اپنے باپ کی طرف سے حج اور عمرہ کر،

مشتی کو ہدایہ کی اس زیادتی پر عینی شرح ہدایہ سے یہ اعلان کرنے کے سوا کوئی چارہ نہ ہوا۔ ”وفی رواية المصنف وهم فان فی الحديث الخثعمیة لیس ذکر الاعتمار یعنی مصنف ہدایہ نے جو واعتمری کا لفظ حدیث میں بڑھایا ہے یہ اس کی صریح غلطی ہے کیونکہ حدیث ثعمیہ میں واعتمری کا لفظ موجود نہیں ہے۔

۳۔ حنفی مذہب کا مسئلہ ہے کہ مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا مکروہ ہے اس لئے اپنے خلاف مذہب حدیث کو حق و صحیح ثابت کرنے کی غرض سے حدیث میں من گھڑت الفاظ زیادہ کر دیئے، چنانچہ ہدایہ میں لکھا ہے:

ولا یصلی علی میت فی المسجد جماعة لقول النبی ﷺ من صلی علی

جنازة فی المسجد فلا اجر له۔ (ہدایہ جلد اول کتاب الصلوۃ علی المیت ص ۶۱)

یعنی حسب فرمان رسول اللہ مسجد میں نماز جنازہ نہیں پڑھنی چاہیے کیونکہ نبی اکرم فرماتے ہیں جس نے جنازہ کی نماز مسجد میں پڑھی اس کو کچھ اجر نہیں ملے گا۔ ”مشتی نے مصنف ہدایہ کی اس من گھڑت زیادتی پر حاشیہ میں بنایہ جیسی مشہور شرح میں یہ اعلان نقل کر دیا ہے: قوله فلا اجر له قال ابن عبد البر رواية فلا اجر له خطأ فاحش یعنی فلا اجر له کا جو لفظ مصنف ہدایہ نے ذکر کیا ہے یہ اس کی زبردست غلطی اور فاش خطا ہے۔“

اگرچہ فقہ حنفیہ کی کتب میں ایسی ان گنت اور بے شمار مثالیں موجود ہیں لیکن ہم بطور

نمونہ مذکورہ بالا امثلہ پر ہی اکتفا کرتے ہیں۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ پر افتراء

اب غلط اور موضوع احادیث کو مشہور کتب حدیث کی طرف منسوب کرنے کا نمونہ پیش کیا جاتا ہے۔ ”توضیح تلوح“ جو فقہ حنفیہ کی اصول فقہ پر چوٹی کی مشہور اور درسی کتاب ہے اس میں یہ مشہور ترین موضوع حدیث صحیح بخاری کی طرف منسوب کی گئی ہے۔ بلفظ یکثر لکم الاحادیث من بعدی فاذا روى لکم حدیث فاعرضوه علی کتاب اللہ۔ (الحديث)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے بعد لوگ بہت سی من گھڑت احادیث بیان کریں گے پس جب تمہارے پاس کوئی حدیث بیان کی جائے تم اس کو قرآن شریف پر پیش کرنا۔ (توضیح تلوح صفحہ ۲۲۹ مطبوعہ نولکشور)

نہ صرف یہی بلکہ اس حدیث کو اصح الکتاب بعد کتاب اللہ کی طرف غلط منسوب یا افتراء کرتے ہوئے پھر خود ہی یہ بھی لکھ دیا ہے۔ ذکر یحییٰ بن معین انہ حدیث وضعہ الزنادقة حضرت یحییٰ بن معین جو نون حدیث کے مشہور امام ہیں کہتے ہیں کہ یہ حدیث زندیق لوگوں کی من گھڑت اور بناوٹی حدیث ہے۔

مذکورہ تصریح و وضاحت کے باوجود پھر اس کی تصدیق اور ثقاہت پر بھی پورے دعویٰ سے یوں زور دیا ہے۔ وایراد البخاری ایاہ فی صحیحہ لا ینائی الانقطاع و کون احد رواۃ معروف (توضیح تلوح صفحہ ۲۲۹ مطبوعہ نولکشور) چونکہ یہ حدیث امام بخاری نے اپنی کتاب صحیح بخاری میں درج کر رکھی ہے لہذا اس کا انقطاع اور یحییٰ ابن معین کی جرح وغیرہ اس کی ثقاہت پر اثر انداز نہیں ہو سکتی۔

مزید سنئے:

فصول الحواشی شرح اصول شاشی میں مذکورہ حدیث کی صحت و ثقاہت جس زور وضاحت و صراحت سے ذکر کی گئی ہے بلفظہ ملاحظہ فرمائیے۔ ان الامام محمد بن اسماعیل البخاری اور دہذا الحدیث فی کتابہ وھو امام ہذا الصنعة فکفی بہ دلیلا علی صحۃہ ولم یلتفت الی طعن غیرہ بعدہ (فصول الحواشی ۲۸۸ شرح اصول شاشی مطبوعہ مجتبائی) امام محمد بن اسماعیل بخاریؒ جو حدیث کے مشہور امام ہیں جب انہوں نے حدیث کو اپنی صحیح بخاری میں درج کر لیا تو اس حدیث کی صحت خود بخود ثابت ہو گئی اور جس قدر اس حدیث پر طعن کئے گئے ہیں وہ سب غلط اور پادر ہوا ہو کر رہ گئے۔

کس قدر سینہ زوری اور سکھا شای ہے سراسر بناوٹی اور من گھڑت حدیث کو صحیح بخاری میں منقول و مروی ثابت کیا جا رہا ہے اور یہ کس قدر ظلم و ستم اور جور و جفا ہے کہ۔

اولاً: تو یہ ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی گئی ہے کہ صحیح بخاری میں معاذ اللہ ثم معاذ اللہ موضوع اور بالکل جھوٹی احادیث بھی ہیں۔

ثانیاً: منکرین حدیث کو خاص موقعہ اور ایک کارگر حربہ دینے کی ناکام کوشش کی گئی ہے کہ وہ آسانی سے یہ کہہ کر ذخیرہ احادیث کو ٹھکرا دیں کہ جب صحیح بخاری میں بناوٹی اور جھوٹی احادیث موجود ہیں تو پھر باقی ذخیرہ حدیث کا اعتبار ہی کیا؟

ثالثاً: سب سے بڑا ظلم و ستم یہ کہ منکرین حدیث جو پہلے ہی سے یہ بکواس کر رہے ہیں کہ جو حدیث خلاف قرآن ہے وہ بالکل بیکار اور جھوٹی ہے۔ درحقیقت ان وضاعین نے منکرین حدیث کی صحیح بخاری کے نام سے مزید امداد کی ہے تاکہ وہ عوام کو صحیح بخاری کے نام سے مزید گمراہ

کر سکیں۔

خلفاء راشدین پر حنفیہ کے افتراء

اوپر حنفیہ کا رسول اللہ ﷺ پر غلط افتراء باندھنے کا نمونہ ذکر ہو چکا۔ اب خلفاء راشدین ﷺ کے نام پر غلط اور جھوٹ بہتان و افتراء کرنے کا نمونہ بھی سینہ پر پتھر رکھ کر عجائبات دیکھتے چلیے۔

۱۔ فاروق اعظم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نام سے صاحب ہدایہ نے کتاب الزکوٰۃ میں لکھا

ہے۔

ياخذ منه العشر بقول عمر (هدایہ باب فی من یر علی العاشر جلد اول صفحہ ۱۷۷)

صاحب ہدایہ کے اس غلط افتراء کا تردیدی اعلان علامہ بدر الدین عینیؒ نے شرح ہدایہ میں یوں کیا ہے جو حشی نے حاشیہ پر لکھ دینے میں ہی اپنی بہتری خیال کی ہے۔ قول عمر غریب لم یدرك یعنی حضرت عمرؓ کی طرف جو قول صاحب ہدایہ نے منسوب کر کے لکھا ہے وہ ثابت نہیں ہو سکا بلکہ مصنف ہدایہ کے علمی عجائبات سے ہے۔

۲۔ ہدایہ میں علی الاعلان لکھا ہے۔ فی رواۃ عمر سمعت رسول اللہ ﷺ یقول للمطلقة الثلاث النطق و السکنی۔ (تنقید الہدایہ ص ۲۶۵) اور یہ الفاظ حدیث کی کسی بھی کتاب میں موجود نہیں اور بالکل نہیں۔

۳۔ حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے نام پر غلط افتراء کیا ہے۔ ہدایہ کتاب الصلوٰۃ الجمعہ میں ایک غلط اور جھوٹی حدیث اپنے مذہب کو ثابت کرنے کے لئے یوں لکھی ہے۔

وعن عثمان انه قال الحمد لله فارتع عليه فنزل وصلى (هدایہ جلد صفحہ ۱۲۹)

یعنی حضرت عثمان جب خلیفہ ہوئے اور پہلی مرتبہ جو جمعہ کا خطبہ دینے کے لئے منبر پر چڑھے تو

صرف الحمد للہ ہی کہہ کر کانپ گئے اور اس درجہ مرعوب ہوئے کہ کچھ اور زبان سے فرما ہی نہ سکے اور بالآخر اسی طرح منبر سے نیچے اترے اور نماز پڑھادی۔‘‘ حاشیہ میں لکھا ہے۔ وقع فی الاختلاط یعنی ان پر ایسا اختلاط غالب ہوا کہ سوا الحمد للہ کے کچھ اور کہہ ہی نہ سکے۔ العیاذ باللہ اس غلط افتراء پر صاحب فتح القدیر شارح ہدایہ سے صبر نہیں ہو سکا چنانچہ اس نے علی الاعلان تردید کرتے ہوئے لکھا ہے۔ هذه القصة لم تعرف فی کتب الحدیث (حاشیہ صفحہ ۱۴۹) یعنی جو قصہ مصنف ہدایہ نے حضرت عثمانؓ کی طرف منسوب کر رکھا ہے یہ کتب حدیث میں ہرگز موجود نہیں ہے۔

حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام پر افتراء

رسول اللہ ﷺ اور خلفاء راشدینؓ کے علاوہ حقیت کے سرتاج نے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر بھی ایک غلط افتراء منسوب کر رکھا ہے۔ چنانچہ ہدایہ کتاب الصلوٰۃ فی تکبیرات ایام التشریق میں ہے۔ والتکبیر ان یقول مرة واحدة الله اكبر الله اكبر لا اله الا الله والله اكبر الله اكبر ولله الحمد هذا الماثور عن الخلیل صلوات الله عليه (جلداول صفحہ ۱۸۸) یعنی یہ تکبیر ایام تشریق میں ایک ہی مرتبہ پڑھنی حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ثابت ہے۔ محشی ہدایہ نے اس غلط افتراء کا تردیدی اعلان زلیعی سے حاشیہ میں یوں نقل کیا ہے۔ لم احده ماثوراً عن الخلیل یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام سے یہ بالکل ثابت نہیں ہو سکا بلکہ اصل حقیقت یہ ہے کہ مصنف ہدایہ کے موافق خود رسول اللہ ﷺ سے بھی ثابت نہیں ہوا۔ العیاذ باللہ۔

ائمہ دینؑ پر افتراء

اب ائمہ دین کی طرف غلط مسائل منسوب کرنے کا نمونہ دیکھئے۔

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ پر افتراء

حضرت امام مالکؒ خطیب و مدرس مدینہ منورہ مسجد نبوی کا مذہب صاحب ہدایہ نے برائے نام ہی ذکر کیا ہے اور جو کچھ ان کی طرف منسوب کر کے لکھا وہ سراسر غلط ہی لکھا ہے۔ چنانچہ متعہ جیسے حرام فعل کا جواز حضرت امام مالکؒ کی طرف منسوب کرتے ہوئے لکھا ہے کہ وقال مالک هو جائز لانه مباح (ہدایہ کتاب النکاح جلد ۲ صفحہ ۳۹۲) یعنی رافضیوں کی طرح حضرت امام مالکؒ بھی نکاح متعہ کو حلال جانتے ہیں۔ صاحب فتح القدیر نے شرح ہدایہ میں اس غلط افتراء کے متعلق کھلم کھلاتر دیدی اعلان لکھا ہے جسے محشی نے حاشیہ پر نقل کر دینے ہی میں بہتری خیال کی ہے۔

نسبته الى مالک غلط ولا خلاف فيه بين الائمة وعلماء الامصار الا الطائفة الشيعة۔ یعنی رافضیوں کے علاوہ تمام ائمہ اور علمائے اسلام متعہ کو حرام جانتے ہیں۔ (صرف رافضی ہی جائز کہتے ہیں) محشی نے مزید تائید کے لئے بنایہ شرح ہدایہ سے حاشیہ میں لکھا ہے۔ وروی فی الموطا حدیث علی ان رسول اللہ ﷺ نہی عن متعة النساء يوم خيبر وعادته ان لا يروى حديثاً في الموطا الا هو يذهب اليه وعمل به یعنی امام مالکؒ کی عادت ہے کہ وہ موطاء میں وہی حدیث نقل کرتے ہیں جس پر خود ان کا عمل ہے بناء علیہ موطا میں حضرت علیؓ سے انہوں نے حرمت متعہ کی حدیث نقل کر کے اپنے مذہب کو ظاہر کر رکھا ہے۔ مگر صاحب ہدایہ ہے کہ وہ امام مالکؒ پر جھوٹ افتراء کر رہا ہے جس سے ظاہر و ثابت ہوتا ہے کہ مصنف ہدایہ کتب سے اس درجہ غیر مانوس اور بے خبر ہے کہ حدیث کی سب سے پہلی شہرہ آفاق کتاب موطا امام مالکؒ تک سے بھی واقف نہیں اگر اسے موطا کا علم ہوتا تو اسے امام مالکؒ پر یہ غلط افتراء کی جرات نہ ہوتی۔

گر ہمیں مکتب ہمیں ملا کار پغلاں تمام خواہر شد

ہدایہ باب ما یوجب القضاء والكفاره میں لکھا ہے کہ عمداً روزہ توڑنے والے کو دو ماہ کے مسلسل روزے رکھنے بجائے حدیث واجب ہیں، لیکن حضرت امام مالکؒ مسلسل روزے رکھنے کو ضروری نہیں جانتے لہذا ان پر نص صریح حجت ہے۔ چنانچہ اصل الفاظ ہدایہ کے یہ ہیں۔ وهو حجة على مالك في نفى التتابع للنص عليه (ہدایہ جلد اول صفحہ ۳۰) اس غلط افتراء کی تردید بنایہ شرح ہدایہ میں یوں کی گئی ہے۔ نسبتہ الی مالک سہو یعنی امام مالک کی طرف جو حدیث کے خلاف کرنے کا الزام مصنف ہدایہ نے لگایا ہے یہ اس کی سراسر غلطی، زیادتی اور لاعلمی ہے۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ پر افتراء

اصل حقیقت یہ ہے کہ ہدایہ کی تصنیف صرف حضرت امام شافعیؒ کی تردید اور حقیقت کی تائید و تصدیق کے لئے ہی عمل میں لائی گئی ہے لہذا بطور شرعی گواہوں کے ذیل میں صرف دو مقام ہی بطور نمونہ درج ہیں۔

۱۔ ہدایہ کتاب الصلوٰۃ باب صلوٰۃ الکعبہ میں امام شافعیؒ کی طرف یہ غلط افتراء کیا گیا ہے کہ امام شافعیؒ کعبہ کے اندر نماز پڑھنے کا ناجائز کہتے ہیں بلفظ جائزة فرضها ونفلها خلافاً للشافعی (ہدایہ جلد اول صفحہ ۱۴۶)

ہمارے حنفی مذہب میں شافعیؒ مذہب کے خلاف کعبہ میں نماز پڑھنی جائز ہے۔ اور چونکہ یہ سراسر غلط افتراء تھا اس لئے محشی نے اس کا تردیدی اعلان حاشیہ میں نہایت شرح ہدایہ سے یوں کر دیا ہے فانہ یری جواز الصلوٰۃ فی الکعبہ فرضها ونفلها کذا اور وہ اصحاب

الشافعی فی کتبہم یعنی مصنف ہدایہ نے امام شافعی کے ذمہ یہ غلط الزام لگایا ہے کہ وہ کعبہ کے اندر نماز پڑھنے کو جائز نہ جانتے تھے مگر شافعی مذہب کی کتابوں میں صاف لکھا ہے کہ کعبہ کے اندر نماز پڑھنی جائز ہے۔

۲۔ ہدایہ کتاب الصوم، باب ما یجب القضاء و الکفارہ میں مصنف ہدایہ نے امام شافعی کے ذمہ یہ غلط الزام لگایا ہے کہ امام شافعی کہتے ہیں کہ: روزہ توڑنے والے کو ترتیب میں اختیار ہے چنانچہ ہدایہ کے الفاظ یہ ہیں وهو حجة على الشافعی فی قوله یخیر لان مقتضاه الترتیب (ہدایہ جلد اول ص ۲۰۰) یعنی امام شافعیؒ پر یہ حدیث حجت ہے جس میں کفارہ دینے والے کے لیے ترتیب شرط ہے اور وہ کہتے ہیں: ترتیب شرط نہیں بلکہ کفارہ دینے والے کو اختیار ہے کہ ترتیب کا خیال رکھے یا نہ رکھے۔ یہ غلط افتراء دیکھ کر مصنف نہایت شرمناک و پشیمانہ صبر لبریز ہو گیا۔ لہذا اس نے اس غلط افتراء کا تردیدی اعلان یوں کر دیا جو محشی نے حاشیہ میں ان الفاظ سے نقل کیا ہے: والشافعی لا یقول بالتخیر بل یقول بالترتیب کما هو قولنا وهو منصوص فی کتبہم الوجیز و الخلاصة المنسوبة ان الی الغزالی و كذلك فی کتبہ مبسوط شیخ الاسلام و فخر الاسلام یعنی امام شافعی کے نزدیک تو یہ ترتیب شرط ہے جیسا کہ ہمارے حنفی مذہب کا مسئلہ ہے چنانچہ شافعی مذہب کی کتب وجیز اور خلاصہ اور خود ہماری کتب المبسوط وغیرہ میں شافعی کا یہ مذہب لکھا ہے۔ مصنف ہدایہ نے ان کے ذمہ یہ غلط الزام لگایا ہے۔

یہ حقیقت کا مختصر نمونہ جس کے متعلق قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے یوں اعلان فرمایا ہے۔ یکتبون الكتاب باید یہم ثم یقولون هذا من عند الله. یعنی خود اپنے ہاتھوں سے اپنی حسب خواہش لکھ کر مشہور کرتے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں۔ ہم اپنے پورے

بیان کی تصدیق و تائید اور مزید وضاحت اور تشریح کے لئے بمصدق شہد شاہد من اہلہا (الآیۃ) حنفی مذہب کے سر تاج اور چوٹی کے علمائے احناف کی شہادتیں عرض کرتے ہوئے بحث کو ختم کرتے ہیں۔

۱۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ

سر تاج احناف علامہ ملا علی قاریؒ نے اپنی مشہور کتاب ”موضوعات کبیر“ میں فقہاء حنفیہ کے اس مردود فعل کے خلاف اعلانیہ اور کھلے طور پر یوں شکایت کی ہے ”لا عبرۃ بنقل النہایۃ ولا بغير شرح الهدایۃ فانہم لیسوا من المحدثین ولا اسندوا الحدیث الی احد من المنخرجین“

یعنی ہدایہ جیسی چوٹی کی کتاب کے شارح نہایہ اور ایسے ہی دیگر شارحین ہدایہ اگر کسی حدیث کو اپنی کتاب میں لکھیں تو وہ حدیث معتبر نہیں ہے۔ اس لئے کہ اولاً تو خود ان لوگوں کو علم حدیث میں مہارت اور دسترس ہی نہیں، اور ثانیاً وہ کسی مستند کتاب حدیث کا حوالہ بھی ذکر نہیں کرتے۔ (موضوعات کبیر ص ۷۲ مطبوعہ مجتبائی دہلی)

ملا علی قاریؒ ہدایہ اور فقہ حنفیہ کی دوسری کتب وغیرہ کی اصلیت اور واقعہ سے اہل علم کو آگاہ کرنے کی غرض سے لکھتے ہیں: ان نقل الاحادیث النبویۃ (لا یجوز الا من الکتب المتداولۃ لعدم الاعتماد علی غیرہا) رسول اللہ ﷺ کی احادیث کو کتب فقہ وغیرہ سے نقل کرنا جائز نہیں کیونکہ یہ غیر معتد ہیں۔ لہذا احادیث مستند کتب سے ہی نقل کی جائیں۔

۲۔ شیخ عبدالحق حنفی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

مصنف ہدایہ کی علمی پوزیشن کو آشکارا کرتے ہوئے شرح سفر السعادت میں فرماتے ہیں:

”اگر حدیث آورده نزد محدثین خالی از ضعفی نہ غالباً اشتغال وقت آں آستاز در علم حدیث کمتر بوده“

معلوم ہوتا ہے مصنف ہدایہ کو علم حدیث سے کچھ زیادہ تعلق اور واسطہ نہیں ہے، یہی وجہ ہے کہ وہ ایسی احادیث نقل کرتا ہے جو کہ محدثین رحمہ اللہ کے نزدیک ناقابل اعتبار اور ضعیف ہیں۔

۳۔ رکن رکیں مذہب حنفیہ حضرت مولانا ابوالحسنات عبدالحی لکھنوی

علامہ عبدالحی لکھنویؒ ہندوستان میں حنفیت کے مجدد اعظم تسلیم کئے جاتے ہیں آپ عمدۃ الرعایہ میں فقہاء احناف کے مذکورہ مذموم فعل سے کس قدر شاک ہیں ملاحظہ فرمائیے۔ ان الکتب الفقہیہ و ان کانت معتبرۃ فی نفسہا بحسب المسائل الفرعیۃ و کان مصنفوها ایضاً من المعبرین والفقہاء الکاملین لا یعتمد علی الاحادیث المنقولۃ فیہا اعتماداً کلیاً ولا یجزم بورودہا و ثبوتہا قطعاً بمجرد وقوعہا فیہا فکم من احادیث ذکر ت فی الکتب المعبرۃ وہی موضوعۃ و مختلقۃ (مقدمہ عمدۃ الرعایہ صفحہ ۱۲ مطبوعہ یوسفی) فقہ حنفیہ کی معتبر کتابیں اگرچہ فروعی مسائل میں معتبر ہوں اور بے شک ان کے مصنف بھی ایسے ہی معتبر فقہاء ہوں کہ ان کی فقہانیت پر اعتماد کیا جاتا ہو لیکن ان احادیث پر اعتماد نہیں کرنا چاہیے جو ان لوگوں نے اپنی کتب فقہ میں لکھی ہیں۔ اور نہ ہی ان کا حدیث نام دے کر اپنی کتب میں کوئی عبارت لکھ دینے سے یقین کر لینا چاہیے کہ یہ ضرور حدیث ہی ہوگی۔ کیونکہ ان کتب فقہ میں بہت سی ایسی احادیث ہیں جو موضوع یعنی من گھڑت اور بناوٹی ہیں اور بہت سی مختلف فیہ ہیں یعنی جن کی صحت کا اعتبار نہیں ہے۔

مزید تشریح کے لئے اجوبہ فاضلہ سے رکن رکیں حنفیہ مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی

مرحوم کا کھلم کھلا اعلان پڑھیے فرماتے ہیں: لا تری الی صاحب الہدایۃ من اجلۃ الحنفیۃ

والرافعی شارح من اجلة الشافعية مع كونهما ممن يشار اليهما بالانامل و يعتمد عليه الاماجد والامائل قد ذكروا في تعسيفيهما لم يوجد له اثر عند خبير بالحديث۔ (اجوبہ فاضلہ)

یعنی کیا تم صاحب ہدایہ کی طرف نہیں دیکھتے جو سرتاج حنفیہ اور رافعی شارح جو چوٹی کے فقہاء شافعیہ میں شمار کئے جاتے ہیں باوجود اس کے کہ یہ وہ جلیل القدر ہستیاں ہیں کہ ان کی عظمت اور جلالت کی طرف انگلیوں سے اشارے کیے جاتے ہیں اور بڑے بڑے نامور علماء و فقہاء ان کے مسائل حلال و حرام پر اعتماد کرتے چلے آئے ہیں، مگر اصل حقیقت یہ ہے کہ ان دونوں نے بہت زیادہ ایسی احادیث اپنی کتابوں میں لکھی ہیں جو اس درجہ من گھڑت اور بناوٹی ہیں کہ اصل کتب حدیث سے ان کا ہرگز کچھ سروکار اور واسطہ ہی نہیں ہے۔

اور سنئے حضرت مولانا عبدالحی صاحب پورے وثوق سے اعلان فرما رہے ہیں ”ومن المعلوم ان صاحب الهداية وغيره من اكابر الفقهاء و مؤلف احياء العلوم وغيره من اجلاة العرفاء ليسوا من المحدثين (ظفر الامانی شرح مختصر الجرجانی ص ۱۹) مختصر ایہ کہ مصنف ہدایہ وغیرہ کا شمار محدثین میں نہیں ہو سکتا۔

الفوائد البهية (ص ۴۲) میں لکھا ہے : فی طبقات القاری قد وقع فی الهداية او هام كثيرة قد نقلها العلامة الفهامة الشيخ عبد القادر القرشي الحنفي فی كتابه المسمى (بالعناية) یعنی ملا علی قاری طبقات میں رقمطراز ہیں کہ ہدایہ میں ان گنت اور بے شمار غلط مسائل (اوہام) ہیں۔ چنانچہ علامہ عبد القادر قریشی حنفی نے عنایہ شرح ہدایہ میں ان کو پوری صراحت اور وضاحت کے ساتھ ذکر کیا ہے۔

کیا یہی فقہ اور فقہاء ہیں کہ جن کو کتاب وسنت اور ائمہ الہدایت سے افضل و برتر ثابت

کرنے کے دعوے کئے جاتے اور ڈھنڈورے (درمختار اور تمہید النمارق، مقدمہ کنز الدقائق
مطبوعہ قاسمی دیوبند اور ایضاح الادلہ وغیرہ میں) یوں پٹوائے جا رہے ہیں ”النظر فی کتب
اصحابنا من غیر سماع افضل من قیام“ کہ کتب فقہ حنفیہ (قدوری ہدایہ کنز وغیرہ) کا
پڑھنا پڑھانا تو کیا، صرف ان کو ایک نظر دیکھنا بھی نماز تہجد سے افضل ہے، نہ صرف یہی بلکہ
پورے ادعاء سے لکھا ہے ”تعلم الفقہ افضل من تعلم باقی القرآن۔“ پھر پوری صراحت
سے یوں بھی لکھا ہے ”تعلم بعض القرآن ووجد فراغاً فالافضل الاشغال بالفقہ“ تھوڑا
ساقرآن پڑھنے کے بعد افضل و باعث ثواب یہ عمل ہے کہ پورا وقت فقہ میں صرف کیا جائے۔
یہ ہے مقلدین کی فقہ کی نگلی تصویر کہ جس کے متعلق بے باکی سے اعلان کر رہے ہیں کہ
فقہ حنفیہ میں کوئی بھی مسئلہ خلاف حدیث نہیں ہے۔“

ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں صراط مستقیم پر چلائے، ثابت قدم رکھے اور
ہدایت پر موت دے ZZZ یا رب العلمین“

ڈاکٹر ابواسامۃ

مدیر المعهد الاسلامی

اسلام آباد

0300-9500801

احناف اس بات کا ڈھنڈورہ بڑے زور و شور سے پیٹتے ہیں کہ فقہ حنفی قرآن و حدیث کا نچوڑ ہے۔ اور ہم ان مسائل میں امام ابو حنیفہ کی تقلید کرتے ہیں جن کے بارے میں قرآن و حدیث خاموش ہیں۔ احناف کی یہ دونوں باتیں ہی غلط ہیں۔ اور ان کے ان دعووں کو غلط ثابت کرنے کیلئے ہم نے ان کتابوں کے حوالوں کا انتخاب کیا ہے جو ان کے ہاں مسلم ہیں اور ان میں مفتی بہ اقوال ہیں مثلاً ہادیہ ہی کو لیجئے اس کے مصنف برہان الدین مرغینانی لکھتے ہیں۔

”ان الهدایۃ کا القرآن قد نسخت ما صنفوا قبلہا فی الشرع من کتب“ (مقدمہ ہادیہ اخیرین ص: ۳) ثبوت کے لئے دیکھئے ص: ۱۰۶

ہادیہ قرآن کی مانند ہے اس نے اپنے سے پہلے لکھی گئی شرعی حیثیت کی کتابوں کو منسوخ کر دیا ہے۔

ایک دوسری کتاب جسے فتاویٰ عالمگیری کہا جاتا ہے جس کے مقدمے میں اس کی حیثیت یوں بیان کی گئی ہے۔

”وان یؤلفوا کتاباً حاشا لظاہر الروایات التی اتفق علیہا وأفتی بہا الفحول (و یجمعوا) فیہ من النوادر ما تلقنہا العلماء بالقبول کیلا یفوت الاحتیاط فی العمل و الاجتناب عن الخطل والزلل فطفقوا فی استخراج جواہر من معادنہ“ (۱/۳)

یہ کہ ایسی کتاب تالیف کی جائے جو ظاہر الروایات (مفتی بہ اقوال) پر روشنی ڈالے جس پر کبار علماء کا اتفاق ہو اور اس پر ان کا فتویٰ بھی ہو اور اس کتاب میں ان نادر اقوال کو جمع کر دیا جائے جس کو علماء نے قبول کیا تا کہ عمل میں احتیاط فوت نہ ہو اور غلطی سے اجتناب ہو سکے پس انہوں نے کان سے خزانہ نکال باہر کیا ہے۔ ثبوت کے لئے دیکھئے ص: ۱۱۴

تیسری کتاب رد المحتار علی در المختار ابن عابدین شامی کی تالیف ہے۔ جس کے بارے

میں وہ لکھتے ہیں۔

”وبذلت الجهد فی بیان ما هو الاقوی، وما علیہ الفتوی، و بیان الراجح من المرجوح، مما اطلق فی الفتاوی أو الشروح، معتمدا فی ذلك علی ماحرره الاثمة الاعلام“ (۳/۱) ثبوت کے لئے دیکھئے ص: ۱۲۶

کہ میں نے ان اقوال کو بیان کرنے میں بہت محنت کی جو قوی تر ہیں اور جن پر فتویٰ ہے۔ اور مرجوح کی بجائے رائج بیان کیا ہے جو فتاویٰ اور شروحات کی کتب میں مطلق بیان ہوئے ہیں اور بیان کرنے میں ان کتابوں پر اعتماد کیا گیا ہے جن کو بڑے بڑے آئمہ نے تصنیف کیا ہے۔ اور اس کتاب کی سند کے بارے میں مؤلف لکھتے ہیں۔

”فانی أرويه عن شيخنا الشيخ عبد النبي (۱) الخليلی عن المصنف عن ابن نجيم المصری بسنده الی صاحب المذهب أبی حنیفة بسنده الی النبی ﷺ المصطفی المختار عن جبریل عن الله الواحد القهار“ (ردالمحتار ۱/۴)

(۱) مولانا نور شاہ کاشمیری لکھتے ہیں کہ مولانا رشید احمد گنگوہی کے نزدیک عبد العزی کہلوانا حرام عبد النبی مکروہ اور عبد المطلب جائز ہے۔ (فیض الباری ۳/۲۸۷) اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں کہ چونکہ آنحضرت ﷺ واصل بحق ہیں عباد اللہ کو عباد رسول کہہ سکتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿قل یاعبادی الذین اسرفوا علی انفسهم﴾ مرجع ضمیر متکلم آنحضرت ﷺ مولانا اشرف علی نے فرمایا کہ قرینہ بھی انہی معنی کا ہے۔ آگے فرماتا ہے ﴿لاتقنطوا من رحمة الله﴾ اگر مرجع اس کا اللہ ہوتا فرماتا ﴿من رحمתי﴾ تاکہ مناسبت عبادی کی ہوتی۔

امام ابن ابی حاتم امام ابو حنیفہ کا قول نقل کرتے ہیں (لو أن رجلا عبد هذا البغل تقربا بذلك الى الله عز وجل لم ار بذلك بأسا) (کتاب المجروحین ۳/۷۳) اگر کوئی شخص اس خچر کی عبادت کر کے اللہ کا تقرب چاہتا ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

میں نے یہ کتاب اپنے شیخ عبدالنبی سے روایت کی اس نے مصنف سے انہوں نے ابن نجیم مصری سے اور اس نے اپنی سند سے صاحب مذہب ابوحنیفہ سے اور اس نے اپنی سند سے نبی ﷺ سے اور آپ ﷺ نے جبریل سے اور جبریل نے اللہ تعالیٰ سے روایت کی ہے۔ کتنی عالی سند ہے یہ کتاب اور دوسری کتابیں بھی اپنا جواب نہیں رکھتیں۔ ثبوت کیلئے دیکھئے ص: ۱۲۷

آئیے ان عالیشان کتابوں میں سے ہم آپ کے سامنے سب سے پہلے وہ اقوال پیش کرتے ہیں جو قرآن مجید کی صریح آیات سے ٹکراتے ہیں اور احناف کا ان پر فتویٰ بھی ہے۔

سب سے پہلے احناف کا یہ اصول پڑھ لیجئے تاکہ آپ کو اندازہ ہو کہ ان کے نزدیک قرآن وحدیث کی کیا حیثیت ہے۔ امام کرنی لکھتے ہیں۔

”الاصل ان كل اية تخالف قول اصحابنا فانها تحمل على النسخ او على الترجيح و الاولى ان تحمل على التأويل من جهة التوفيق۔ (اصول الكرخي ص: ۳۷۳)

ہر وہ آیت جو ہمارے اصحاب کے قول کے خلاف ہو تو اسے منسوخ سمجھا جائے گا یا اسے ترجیح دی جائے گی اور بہتر یہ ہے کہ اسکی تاویل کی جائے تاکہ آیت اصحاب کے قول کے مطابق ہو جائے۔ اسی طرح۔

ان كل خبر يجي بخلاف قول اصحابنا فانه يحمل على النسخ او على انه معارضٌ بمثله۔ (اصول الكرخي ص: ۳۷۳) ثبوت کے لئے دیکھئے ص: ۸۹

ہر وہ حدیث جو ہمارے اصحاب کے قول کے خلاف ہو اسے منسوخ سمجھا جائے گا یا اسکے مثل حدیث کے معارض سمجھا جائے گا۔

مفتی رشید احمد صاحب فجر اور عصر کی نماز سورج نکلنے اور غروب ہونے پر فجر فاسد اور

عصر صحیح ہونے والے مسئلے میں امام کرنی والا مسلک خوب واضح کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ ”وقال امامنا ابو حنیفۃ رحمہ اللہ تعالیٰ تفسد فی الفجر و تصح فی العصر۔ (ارشاد القاری : ۱/ ۴۱۲) ہمارے امام ابو حنیفہؒ کا قول ہے اگر دوران نماز سورج نکل آئے تو فجر پڑھنے والے کی نماز فاسد ہو جاتی ہے اگر دوران نماز عصر سورج غروب ہو جائے تو صحیح ہے۔ روایات ”نہی“ کا مطلب یہ ہے کہ ان اوقات میں نماز کی ابتداء کرنا جائز نہیں اور احادیث باب سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اگر پہلے سے ابتدا کر چکا ہو اور درمیان میں طلوع یا غروب ہو گیا تو اس نماز کو باقی رکھے اور تام کرے پس دونوں قسم کی روایات میں کوئی منافات نہیں۔

یہ صورت تطبیق بعض مواقع پر خود احناف نے بھی اختیار فرمائی ہے چنانچہ کتب فقہ شامیہ وغیرہ میں یہ تحقیق مذکور ہے کہ اگر کسی شخص نے اوقات مکروہہ میں نوافل شروع کر دیئے تو ان کا اتمام کرے۔ اسکی وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ روایات متعارض ہیں اور قرآن کریم میں وارد ہے۔ ”لا تبطلوا اعمالکم“ اس لئے نوافل کو چھوڑنا ابطال عمل ہونے کی وجہ سے جائز نہیں لہذا اتمام ضروری ہے۔ تعجب ہے کہ نوافل کے اتمام کا حکم دیتے ہیں مگر فرائض کو توڑ دینے کا حکم دے رہے ہیں۔

غرضیکہ اصول کا تقاضا یہ ہے کہ صورت تطبیق اختیار کی جائے اس لئے فجر اور عصر دونوں نمازیں صحیح ہونی چاہئیں جیسے کہ جمہور کا مسلک ہے۔ دوسرے درجہ پر صورت ترجیح اختیار کرنا چاہیے تھی جو کہ امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مسلک ہے۔ مگر تعجب ہے کہ احناف کا مشہور مسلک نہ ادھر ملتا ہے نہ ادھر۔ البتہ راوی حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا فتویٰ نماز کے بارے میں احناف کے مطابق ہے۔ کنز العمال میں اس کی تصریح ہے۔ غرضیکہ یہ مسئلہ اب تک تشنہ تحقیق ہے۔ لہذا ہمارا فتویٰ اور عمل قول امام رحمہ اللہ تعالیٰ کے مطابق ہی رہے گا اس لئے کہ ہم امام رحمہ

اللہ تعالیٰ کے مقلد ہیں اور مقلد کے لئے قول امام حجت ہوتا ہے نہ کہ ادلہ اربعہ کہ ان سے استدلال وظیفہ مجتہد ہے۔ (ارشاد القاری: ۴۱۲/۱) ثبوت کے لئے دیکھئے ص: ۸۵
اصل میں احناف کا یہ اصول ہے جسے اصول الشاشی کے مصنف ذکر کرتے ہیں۔

(امالمقلد فمستندہ قول المجتہد لاطنہ ولاطنہ) (ص ۶)

مقلد کے لئے اس کے امام کا قول حجت ہوتا ہے۔ کچھ ایسا ہی جواب دیوبند سے شائع ہونے والے ماہنامہ نجلی میں مفتی صاحب نے دیا جب ان سے ایک مسئلے میں یوں پوچھا گیا کہ جواب قرآن وسنت کی روشنی میں دیں تو مفتی صاحب فرمانے لگے۔ کہ سائل اکثر قرآن وسنت کی روشنی میں مسئلے کا جواب مانگتے ہیں میں ان کی یہ غلط فہمی دور کرنا چاہتا ہوں کہ مقلد کے لئے قرآن وحدیث کی روشنی نہیں بلکہ اس کے امام کا قول حجت ہوتا ہے۔

اسی طرح مولانا عبدالحی لکھنوی امام الکلام میں امام ابوحنیفہؒ کا فاتحہ خلف الامام کے بارے میں یہ قول ذکر کرتے ہیں کہ امام صاحب نے فاتحہ خلف الامام پڑھنے کا حکم دیا۔ مولانا عبدالحی کہتے ہیں کہ اگر امام ابوحنیفہ کا یہ قول ثابت ہو جائے تو یہ قول (قسطع للنزاع) مسئلے کو حل کرنے میں کافی ہے۔ اس کا معنی یہ ہوا کہ حدیث کی بجائے امام کا قول اختلاف ختم کرنے کی دلیل ہے۔

آپ اندازہ لگائیے قرآن وحدیث اجماع اور اجتہاد پر عمل کرنے کی بجائے اپنے امام کے قول پر عمل کا فتویٰ کیسی ڈھٹائی سے دے رہے ہیں۔

اب آئیے قرآن مجید سے ٹکرانے والے احناف کے ان کے مسائل کی طرف:-

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلِ

.....وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيَوةٌ يَا أُولِي الْأَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ﴾ (البقرة: ۱۷۸-۱۷۹)

اے ایمان والو! تم پر قتل میں قصاص فرض کیا گیا ہے..... اور اے عقل مندو! تمہارے لئے قصاص میں زندگی ہے تاکہ تم پر ہیزگار بن جاؤ۔ ایک جگہ اللہ تعالیٰ نے یوں فرمایا۔

﴿وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيهَا أَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَمَنْ لَّمْ يَحْكَمْ بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ﴾ (المائدة: ۴۵)

اور ہم نے ان پر فرض کیا تھا کہ بے شک جان کے بدلے جان ہے..... اور جو اللہ تعالیٰ کے اتارے ہوئے قانون کے مطابق فیصلہ نہیں کرتا وہی لوگ ظالم ہیں۔
اس مسئلے میں امام ابو حنیفہؒ کے اقوال قاتل کو سزا نہ دینے پر مبنی ہیں ملاحظہ فرمائیے صاحب ہدایہ لکھتے ہیں۔

۱۔ (ومن غرّق صبيّاً او بالغافى البحر فلا قصاص عند ابى حنيفة)

(ہدایہ اخیرین ص: ۵۶۲) ثبوت کے لئے دیکھئے ص: ۱۱۲

جس نے کسی بچے یا بالغ کو دریا میں ڈبو دیا تو اس پر امام ابو حنیفہ کے نزدیک قصاص نہیں ہے۔

۲۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے۔ (واذا سقى رجلاً سمّا فمات من ذلك فان أو

جره إيجاراً على كره منه أو ناوله ثم أكرهه على شربه حتى شرب أو ناوله من غير إكراه عليه فان أو جره أو ناوله و أكرهه على شربه فلا قصاص عليه وعلى عاقلته الدية) (۶/۶) ثبوت کے لئے دیکھئے ص: ۱۲۴

اگر کسی نے کسی شخص کو زبردستی زہر پینے پر مجبور کیا اور اس سے اس کی موت واقع ہوگی تو اس پر قصاص نہیں ہے اور اس کے قبیلے والوں پر دیت ہوگی۔

۳۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے۔ (ولو أن رجلاً أخذ رجلاً فقيده و حبسه في بيت

حتى مات جوعاً فقال محمد رحمه الله تعالى أوجعه عقوبة والدية على عاقلته و

الفتوى على قول أبى حنيفة رحمه الله تعالى أنه لا شىء عليه) ثبوت کے لئے دیکھئے
ص: ۱۲۴

اگر کسی نے کسی کو قید کر کے بھوکا مار دیا تو امام محمدؒ کہتے ہیں کہ اسے مارا پیٹا جائے گا اور اس کے قبیلے والوں پر دیت ہوگی لیکن فتویٰ امام ابوحنیفہ کے قول پر ہے کہ اس پر کچھ بھی سزا نہیں۔
۴۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے۔ (قال أبو حنيفة رحمه الله تعالى في رجل قمت رجلا فطره قدام سبع فقتله السبع لم يكن على الذي فعل ذلك قود ولا دية لكنه يعزر ويضرب ويحبس حتى يتوب) (۶/۶) ثبوت کے لئے دیکھئے ص: ۱۲۴

امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں اگر کسی شخص نے کسی شخص کو باندھ کر درندے کے آگے ڈال دیا اس نے اس آدمی کو مار ڈالا تو ایسا کرنے والے پر کوئی جرمانہ یا دیت نہیں البتہ اسے تعزیراً مارا اور قید کیا جائے گا حتیٰ کہ وہ توبہ کر لے (تو اسکی معافی ہوگی)

۵۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے۔ (ولو أن رجلاً أدخل رجلاً في بيت وأدخل معه سبعاً وأغلق عليهما الباب فأخذ الرجل السبع فقتله لم يقتل به ولا شىء عليه و كذا لو نهشته حيّة أولسعته عقرب لم يكن فيه شيء أدخل الحية والعقرب معه أو كانتا في البيت ولو فعل ذلك بصبى فعليه الدية) (۶/۶) ثبوت کے لئے دیکھئے ص: ۱۲۴

اگر کسی شخص نے کسی شخص کو ایک گھر میں داخل کر دیا اور اس کے ساتھ درندوں کو بھی داخل کر کے گھر کا دروازہ بند کر دیا اور درندوں نے اس آدمی کو پھاڑ کھایا تو ایسا کرنے والے کو قتل نہیں کرینگے اور اس پر کوئی سزا نہیں۔ اسی طرح اگر ایسے گھر میں سانپ یا بچھو کسی شخص کو ڈس لے تو جس نے اسے ایسے گھر میں قید کیا تھا اس پر کوئی حد نہیں چاہے اس نے خود گھر میں سانپ اور بچھو داخل کئے یا پہلے سے گھر میں موجود تھے اگر بچے کے ساتھ یہ حرکت کرے تو صرف اس پر دیت

ہوگی۔

حالانکہ نبی اکرم ﷺ نے زہر کھلانے والی عورت کو صحابی کے فوت ہو جانے کی وجہ سے قتل کروادیا جیسا کہ اس روایت میں ہے۔

عن ابی ہریرۃ: کان رسول اللہ ﷺ یا کل الہدیۃ ولا یا کل الصدقۃ فأهدت لہ یهودیۃ بخیر شاة مصلیۃ سمتھا فأکل رسول اللہ ﷺ منها وأکل القوم فقال ارفعوا أیدیکم فإنھا أخبرتنی أنها مسمومۃ فمات بشر بن البراء بن معرور الأنصاری فأرسل إلى الیہودیۃ ما حملک علی الذی صنعت؟ قالت إن کنت نبیا لم یضرك الذی صنعت وإن کنت ملکا أرحت الناس منك فأمر بها رسول اللہ ﷺ فقتلت ثم قال فی وجعہ الذی مات فیہ ما زلت أجد من الأکلۃ التی أکلت بخیر فهذا أوان قطعت أبھری ﴿(ابوداؤد: ۲۵۱۲) ثبوت کے لئے دیکھئے ص: ۸۲، ۸۳﴾

حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہدیہ تناول فرماتے تھے لیکن صدقہ نہیں کھاتے تھے ایک یہود نے خیبر میں آپ کو ایک زہر آلود بکری ہدیہ بھیجی آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ نے اسے تناول فرمایا آپ ﷺ نے فرمایا کھانے سے اپنے ہاتھ روک لو کیونکہ بکری نے مجھے یہ خبر دی ہے کہ وہ زہر آلود ہے حضرت بشر رضی اللہ عنہ کھانے کی وجہ سے وفات پا گئے آپ نے یہودیہ کو بلایا اور پوچھا اس کام پر تجھے کس چیز نے اکسایا وہ کہنے لگی میں نے یہ اس لئے کیا کہ اگر آپ نبی ہوں گے تو آپ کو کوئی نقصان نہ ہوگا اور اگر آپ بادشاہ ہیں تو لوگوں کی آپ سے جان چھوٹ جائے گی آپ نے اس یہودیہ کو قتل کرنے کا حکم دیا اور جس بیماری میں آپ فوت ہوئے آپ نے اس موقع پر فرمایا کہ خیبر کے موقع پر زہر آلود کھانے کی تکلیف میں ہمیشہ محسوس کرتا رہا اب میری شاہ رگ اس سے کٹ رہی ہے۔

اللہ تعالیٰ زنا کی سزا کے بارے میں یوں ارشاد فرماتا ہے۔

﴿الزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ﴾ (النور: ۲)

زانی مرد اور زانیہ عورت دونوں ہی کو سو سو کوڑے لگاؤ۔ اور یہ سزا غیر شادی شدہ کی ہے اور شادی شدہ کی سزا جرم ہے لیکن خفی زنا کی یوں چھوٹ دے رہے ہیں۔

۶۔ صاحب ہدایہ فرماتے ہیں۔ (واذا زنى الصبى او المجنون بامرأة طوعته

فلا حد عليه ولا عليها) (ہدایہ اولین ص: ۴۹۸) ثبوت کے لئے دیکھئے ص: ۱۰۰

اگر کوئی عورت جس سے بچہ یا پاگل زنا کرے اور وہ عورت اس پر رضا مند بھی ہو تب بھی اس پر کوئی حد نہیں اور نہ ہی بچے اور پاگل پر حد ہے۔

اللہ تعالیٰ چوری کی سزا کے بارے میں یوں ارشاد فرماتا ہے۔

﴿وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا جِزَاءً مِّمَّا كَسَبَا نَكَالًا مِنَ اللَّهِ﴾

(المائدہ: ۳۸)

چور مرد اور عورت دونوں کے ہاتھ کاٹ ڈالو یہ سزا ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے جرم کی۔

اور احناف چوروں کو چوری کرنے کا طریقہ یوں سمجھاتے ہیں۔

۷۔ (واذا نقب اللص البيت فدخل واخذ المال وناوله اخر خارج البيت

فلا قطع عليهما) (ہدایہ اولین ص: ۵۲۵) ثبوت کے لئے دیکھئے ص: ۱۰۲

کوئی چور نقب لگا کر گھر میں داخل ہو کر مال چوری کرے گھر سے باہر موجود شخص وہ مال

لے لے تو دونوں کے ہاتھ نہ کاٹے جائیں گے۔

اسی طرح صاحب ہدایہ فرماتے ہیں۔

۸۔ (و كذلك ان حملہ علی حمار فساقہ و اخرجه) (ہدایہ اولین

ص: ۵۲۶) ثبوت کے لئے دیکھئے ص: ۱۰۳

اگرچہ مال سمیٹ کر گدھے پر لاد کر ہانک کر لے جائے تو ہاتھ نہیں کٹیں گے۔
صاحب ہدایہ مزید فرماتے ہیں۔

۹۔ (ومن نقب البيت و ادخل يده فيه و اخذ شيئاً لم يقطع) (ہدایہ اولین

ص: ۵۲۶) ثبوت کے لئے دیکھئے ص: ۱۰۳۔ جو گھر میں نقب لگائے یا باہر سے ہاتھ داخل کر کے
کوئی چیز چرائے تو اس کے ہاتھ نہیں کاٹے جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ نے شراب کی حرمت کا یوں اعلان کیا۔ ﴿إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ

وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ..... فَهَلْ أَنْتُمْ مُنْتَهُوْنَ﴾ (المائدة: ۹۰-۹۱)

بے شک شراب، جوا، بت اور پانسے شیطانی اعمال میں سے ہیں اور پلید ہیں پھر فرمایا
کیا تم شراب نوشی سے رکھتے ہو۔

نبی ﷺ نے فرمایا آخری زمانے میں لوگ شراب پیئیں گے مگر نام اور رکھیں گے۔

اب احناف شراب نوشی کی یوں اجازت دیتے ہیں۔

۱۰۔ (ان ما يُتخذ من الحنطة والشعير والعسل والذرة حلال عندابی

حنيفة ولا يحذ شاربه عنده وان سكر منه) (ہدایہ اخیرین ص: ۴۹۳) ثبوت کیلئے دیکھئے
ص: ۱۰۹

جو شراب گندم، جو، شہد اور مکئی سے بنائی جائے تو امام ابوحنیفہ کے نزدیک حلال ہے اور

امام ابوحنیفہ کے نزدیک اسکے پینے والے کو حد نہیں لگائی جائے گی چاہے پینے والے کو نشہ
آجائے۔

۱۱۔ صاحب ہدایہ فرماتے ہیں۔ (ونبيذ التمر والزبيب اذا طبخ كل واحد منهما ادنى طبخة حلال وان اشتد) (ہدایہ اخیرین: ص ۹۳) ثبوت کے لئے دیکھئے ص: ۱۰۹ اسی طرح کھجور اور منکے کی نبیذ کو پکانے کے بعد اگر اس میں نشہ بھی پیدا ہو جائے تو بھی امام ابو حنیفہ اور ابو یوسف کے نزدیک وہ حلال ہے۔

حضرت عمرؓ عرب میں مروجہ شراب کا ذکر کرتے ہوئے خمر کی تعریف یوں بیان کرتے ہیں۔

﴿قَامَ عُمَرُ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ : أَمَّا بَعْدُ نَزَلَ تَحْرِيمُ الْخَمْرِ وَهِيَ مِنْ خَمْسَةِ ، الْعِنَبِ ، وَالتَّمْرِ ، وَالْعَسَلِ ، وَالْحِنْطَةِ ، وَالشَّعِيرِ ، وَالْخَمْرِ مَا خَامَرَ الْعَقْلَ﴾ (بخاری رقم ۵۵۸۱)

حضرت عمرؓ منبر پر کھڑے ہوئے اور فرمایا شراب کی حرمت نازل ہوئی اور یہ پانچ چیزوں سے بنائی جاتی تھی انگور، کھجور، شہد، گندم، اور جو اور شراب وہ ہے جو عقل کو ڈھانپ لے۔ ثبوت کے لئے دیکھئے ص: ۶۸۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔

﴿أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ سُئِلَ عَنِ الْبَيْعِ فَقَالَ: كُلُّ شَرَابٍ أُسْكِرَ فَهُوَ حَرَامٌ﴾ (بخاری: رقم ۵۵۸۵) ثبوت کے لئے دیکھئے ص: ۶۸۔

رسول اللہ ﷺ سے ”بیع“ کے متعلق پوچھا گیا (جو کہ شہد سے بنائی گئی شراب ہے) تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہر وہ مشروب جو نشہ لائے وہ حرام ہے۔

اللہ تعالیٰ مشرکوں کے نجس ہونے اور مسجد حرام میں ان کے داخلے کو یوں منع فرماتا ہے۔

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ فَلَا تَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ

هَذَا﴾ (النور: ۲۸)

اے مومنو! بے شک مشرک نجس ہیں اس سال کے بعد وہ مسجد حرام کے قریب بھی نہ آنے پائیں۔

اور احناف ذمیوں (کافروں) کو مسجد حرام میں داخلے کی یوں اجازت دیتے ہیں۔

۱۲۔ (ولابأس بان يدخل أهل الذمة المسجد الحرام) (ہدایہ اخیرین ص: ۴۷۲)

ذمی کافر مسجد حرام میں داخل ہوں تو کوئی حرج نہیں۔ ثبوت کے لئے دیکھئے ص: ۱۰۸
اللہ تعالیٰ، جس شخص پر زیادتی کی گئی اسے اتنی ہی زیادتی کرنے کا اختیار دیتے ہوئے فرماتا ہے۔ ﴿فَمَنْ اعْتَدَىٰ عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُوا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدَىٰ عَلَيْكُمْ﴾ (البقرة: ۱۹۴)
جو تم پر زیادتی کرے تو اسکے مثل تم بھی اس پر اتنی ہی زیادتی کرو۔
اور احناف سزا کی نوعیت کا یوں تعین کرتے ہیں۔

۱۳۔ (وَلَا يُسْتَوْفَى الْقصاصُ الا بالسيف) (ہدایہ اخیرین ص: ۵۶۰)

قصاص صرف تلوار سے لیا جائے۔ ثبوت کے لئے دیکھئے ص: ۱۱۱
حالانکہ اللہ کے نبی ﷺ نے قتل کا جو طریقہ یہودی نے اختیار کیا تھا قصاص میں اسے اسی طرح قتل کیا۔ جیسا کہ اس حدیث میں ہے۔

﴿عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ يَهُودِيًّا رَضَّ رَأْسَ حَارِثَةَ بِنْتِ حَجْرَيْنَ فَقِيلَ لَهَا: مَنْ فَعَلَ بِكَ هَذَا أَفْلَانٌ أَوْ فُلَانٌ؟ حَتَّى سُمِّيَ الْيَهُودِيُّ فَاتَى بِهِ النَّبِيُّ ﷺ فَلَمْ يَزَلْ بِهِ حَتَّى أَقَرَّ، فَرَضَ رَأْسُهُ بِالْحِجَارَةِ﴾ (بخاری: رقم: ۶۸۷۶)

انس بن مالک کہتے ہیں ایک یہودی نے ایک لڑکی کا سر دو پتھروں کے درمیان رکھ کر کچل دیا اس لڑکی سے پوچھا گیا کہ کس نے یہ کام کیا ہے کیا فلاں یا فلاں نے؟ یہاں تک کہ

یہودی کا نام لیا گیا اس یہودی کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لایا گیا یہاں تک کہ اس نے اس جرم کا اقرار کر لیا اس کا سر بھی پتھروں سے کچل دیا گیا۔ ثبوت کے لئے دیکھئے ص: ۶۹

اسی طرح قصاص کا ایک اور طریقہ بھی مندرجہ ذیل حدیث میں موجود ہے۔

﴿عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ قَوْمًا مِنْ عَكِلٍ- أَوْ قَالَ مِنْ عَرِينَةَ- قَدِمُوا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَاجْتَوَوْا الْمَدِينَةَ، فَأَمَرَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِلِقَاحٍ وَأَمَرَهُمْ أَنْ يَشْرَبُوا مِنْ أَبْوَالِهَا وَأَلْبَانِهَا فَانْطَلَقُوا، فَلَمَّا صَحُّوا قَتَلُوا رَاعِي رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، وَاسْتَأْفُوا النَّعَمَ، فَبَلَغَ النَّبِيُّ ﷺ خَبَرَهُمْ مِنْ أَوَّلِ النَّهَارِ، فَأَرْسَلَ النَّبِيُّ ﷺ فِي آثَارِهِمْ، فَمَا ارْتَفَعَ النَّهَارُ حَتَّى جِيءَ بِهِمْ، فَأَمَرَ بِهِمْ فَقَطَّعَتْ أَيْدِيَهُمْ وَأَرْجُلُهُمْ وَسَمَرَ أَعْيُنُهُمْ، وَأُلْقُوا فِي الْحَرَّةِ يَسْتَسْقُونَ فَلَا يُسْقَوْنَ﴾ (ابوداؤد رقم: ۴۳۶۴)

انس بن مالک سے روایت ہے۔ کہ عکِل یا عرینہ قبیلے کے لوگ مدینے آئے انہیں مدینے کی آب و ہوا موافق نہ آئی انہیں رسول اللہ ﷺ نے مدینہ سے باہر رہنے کا حکم دیا اور یہ فرمایا کہ وہ لوگ اونٹوں کے دودھ اور پیشاب پئیں وہ وہاں رہنے لگے جب صحت مند ہوئے تو نبی ﷺ کے چرواہے کو قتل کر کے اونٹ ہانک کر لے گئے رسول اللہ ﷺ کو یہ خبر صبح کو ملی آپ ﷺ نے انکے پیچھے صحابہ کو بھیجا ابھی دن چڑھا نہ تھا کہ وہ پکڑ کر لائے گئے آپ نے حکم دیا انکے ہاتھ اور پاؤں کاٹے جائیں آنکھوں میں گرم سلاخیں پھیری گئی اور انہیں میدان میں پھینک دیا گیا وہ پانی مانگتے تھے مگر ان کو پانی نہ دیا جاتا۔ ثبوت کے لئے دیکھئے ص: ۷۹، ۸۰

اللہ تعالیٰ نے کپڑوں کو پاک رکھنے کا حکم دیا ہے۔ ﴿وَنَبَا بِكَ فَطَهَّرَ﴾ (مدثر)

اے نبی اپنے کپڑوں کو پاک رکھیے۔

احناف نے بھی اسی آیت سے نماز میں کپڑوں کے پاک ہونے کو واجب قرار دیا۔ اور

امام بخاری نے بھی ایک حدیث پر یوں باب باندھا

(لاتقبل صلاة بغير طهور) (بخاری رقم: ۱۳۵) ثبوت کے لئے دیکھئے ص: ۵۷

بغیر پاکی کے نماز قبول نہیں ہوتی۔

اب احناف کی سنیئے صاحب ہدایہ فرماتے ہیں۔

۱۴۔ (وقدر الدرهم وما دونه من النجس المغلظ كالدم والبول والخمر

وخرء الدجاج وبول الحمار جازت الصلوة معه وان زاد لم تجز) (ہدایہ اولین ص: ۵۸)

ایک درہم کے برابر نجاست غلیظ مثلاً خون پیشاب، شراب مرغی کی بیٹ یا گدھے کا

پیشاب لگا ہوا ہو تو اس میں نماز پڑھنا جائز ہے اگر درہم سے زیادہ ہو تو ناجائز ہے۔ ثبوت کے لئے

دیکھئے ص: ۹۳

پھر اس مسئلے کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

(وقدرناه بقدر الدرهم اخذا عن موضع الاستنجا) (ہدایہ اولین ص: ۵۸)

ہم نے ایک درہم کے برابر (گندگی کی معافی) کو اس لئے مقرر کیا کہ دبر کا ڈایا میٹر

اتنا ہوتا ہے۔ حالانکہ رسول اللہ ﷺ گندگی کو یوں دھونے کا حکم فرما رہے ہیں۔

﴿عن أسماء بنت أبي بكر أنها قالت: سألت امرأة رسول الله ﷺ

فقلت: يا رسول الله أرايت إحدانا إذاصاب ثوبها الدم من الحيضة كيف تصنع

؟ فقال رسول الله ﷺ: إذا أصاب ثوب أحدنا من الدم من الحيضة فلتقرضه، ثم

لتنضحه بماء، ثم لتصلّي فيه﴾ (بخاری رقم: ۳۰۷) ثبوت کے لئے دیکھئے ص: ۵۹

اسماء بنت ابی بکر سے روایت ہے۔ کہ ایک عورت نے رسول ﷺ سے آکر پوچھا

کہ اگر ہمارے کپڑوں پر حیض کا خون لگ جائے تو ہم کیا کریں؟ تو آپ ﷺ نے

فرمایا۔ جب تمہارے کپڑے پر حیض کا خون لگ جائے تو اسے کھرچ دو پھر اسے پانی سے دھو ڈالو پھر ان کپڑوں میں نماز پڑھو۔

رسول اللہ ﷺ کو چاہیے تھا کہ آپ فرماتے ایک درہم کے برابر اگر خون لگا ہوا ہے تو اس میں نماز پڑھ لو اور اگر زائد ہے تو دھولو۔

اللہ تعالیٰ نے نجاست دور کرنے کیلئے دو چیزیں بتلائیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

﴿وَيُنْزِلُ عَلَيْكُمْ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً لِيُطَهَّرَ بِهِنَّ﴾ (الانفال: ۱۱)

ہم نے آسمان سے تم پر پانی اتارا تاکہ تمہیں پاک کر دیں۔ ایک جگہ یوں فرمایا:

فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا ﴿المائدة: ۶﴾

(اگر) پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی سے تیمم کر لو۔

لیکن احناف نے ایک نیا طریقہ ایجاد کیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

فتاویٰ عالمگیری میں ہے۔

(اذا اصاب النجاسة بعض أعضاءه و لحسها بلسانه حتى ذهب اثرها

يطهر و كذا السكين اذا تنجس فلحسه بلسانه أو مسحه بريقه هكذا في فتاویٰ

قاضیخان۔ ولولحس الثوب بلسانه حتى ذهب الاثر فقد طهر كذا في

(المحیط) (۴۵/۱)

اگر جسم کے کسی عضو پر نجاست لگ جائے تو اگر زبان سے اسے چاٹ لے یہاں تک

کہ اس کا اثر زائل ہو جائے اسی طرح اگر چھری پر نجاست لگ جائے تو زبان سے اسے چاٹ

لے یا تھوک سے صاف کر دے یا کپڑے پر لگی نجاست کو زبان سے چاٹ لے یہاں تک کہ اس کا

اثر ختم ہو جائے تو پاک ہو جائے گا۔ ثبوت کے لئے دیکھئے ص: ۱۱۵

طہارت کے نئے طریقے سے جسم کے اعضاء پاک کرنے کیلئے زبان چاہے ناپاک ہو جائے کوئی پرواہ نہیں۔

اللہ تعالیٰ نے مدت رضاعت دو سال مقرر کی جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

﴿وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ أَرَادَ أَنْ يُتِمَّ الرَّضَاعَةَ﴾
(البقرة: ۲۳۳)

اور مائیں اپنے بچوں کو پورے دو سال دودھ پلائیں جنکا ارادہ رضاعت مکمل کرانے کا ہو۔

لیکن خفیوں کو یہاں بھی اللہ کا حکم پسند نہ آیا صاحب ہدایہ لکھتے ہیں۔

۱۶۔ (ثم مدة الرضاع ثلثون شهراً عند أبي حنيفة) (ہدایہ اولین ص: ۳۳۰)
امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک مدت رضاعت ڈھائی سال ہے۔ ثبوت کے لئے دیکھئے ص: ۹۸
اللہ تعالیٰ مومنوں کے ایمان کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے۔

﴿فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا فَرَزَادَتْهُمْ إِيمَانًا﴾ (التوبة: ۱۲۴)

پس مومنوں کا ایمان بڑھ جاتا ہے۔

ایک جگہ اللہ تعالیٰ نے یوں فرمایا۔

﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَإِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ آيَاتُهُ

زَادَتْهُمْ إِيمَانًا﴾ (الانفال: ۲)

مومن وہی ہیں کہ جبکہ سامنے اللہ کا ذکر کیا جائے تو ان کے دل لرز اٹھتے ہیں اور جب

ان پر اس کی آیات کو پڑھا جائے تو ان کے ایمان بڑھ جاتے ہیں۔

احناف آسمان وزمین والوں کے ایمان میں زیادتی یا کمی کے قائل نہیں ملاحظہ فرمائیے۔

۱۷۔ (آسمان اور زمین والوں کے ایمان میں نہ زیادتی ہوتی ہے اور نہ ہی کمی) (فقہ

الاکبر اردو ص: ۱۶) ثبوت کے لئے دیکھئے ص: ۱۳۲

قرآن مجید سے نمونے کے طور پر دس مسائل ذکر کر دیئے جن میں احناف قرآن کی صریح آیات کا انکار کر رہے ہیں۔ اور اپنی فقہ پر عمل کرتے ہیں۔

آئیے اب بخاری کی ان احادیث کی طرف جن پر عمل کرنا احناف کو پسند نہیں۔ بلکہ وہ لوگ اپنے آئمہ کے اقوال کو ترجیح دیتے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے۔

﴿حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ ، عَنْ يَحْيَى ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا أَدْرَكَ أَحَدُكُمْ سَجْدَةً مِنْ صَلَاةِ الْعَصْرِ قَبْلَ أَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَلْيَتِمَّ صَلَاتَهُ ، وَإِذَا أَدْرَكَ سَجْدَةً مِنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَلْيَتِمَّ صَلَاتَهُ﴾ (بخاری رقم: ۵۵۶) ثبوت کے لئے دیکھئے ص: ۶۰

کہ رسول ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی عصر کی نماز کی ایک رکعت سورج ڈوبنے سے پہلے پالے تو اپنی نماز پوری کر لے اور جب فجر کی نماز کی ایک رکعت سورج طلوع ہونے سے پہلے پالے تو اپنی نماز پوری کر لے۔

اب احناف بخاری کی اس حدیث کے ایک حصے پر عمل کرتے ہیں اور ایک حصے کا انکار کرتے ہیں۔

۱۸۔ جیسا کہ امام زلیعی حنفی نصب الراية میں لکھتے ہیں۔

(وهذه الأحاديث أيضاً مشككة عن مذهبنا في القول ببطلان صلاة الصبح

إذا طلعت عليها الشمس) (نصب الراية: ۱/۲۲۹) ثبوت کے لئے دیکھئے ص: ۸۷

”احادیث صحیحہ ہمارے مذہب کے اس قول میں اشکال پیدا کر رہی ہیں کہ اگر صبح کی نماز کے دوران سورج طلوع ہو جائے تو ایسی صورت میں پڑھی جانے والی نماز باطل ہو جاتی ہے۔“

دوران نماز سورج نکلنے کی وجہ سے صبح کی نماز کے باطل ہونے کا فتویٰ احسن الفتاویٰ: ۱۳۱/۲، فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۴/۴۷، اور ارشاد القاری: ۱/۴۱۲ میں بھی موجود ہے۔
زبردستی کی طلاق یا نکاح اسلام میں جائز نہیں اسی بارے میں ایک حدیث جس پر امام بخاری یہ باب باندھ کر نقل فرما رہے ہیں۔

﴿بَابُ: إِذَا زَوَّجَ الرَّجُلُ ابْنَتَهُ وَهِيَ كَارِهَةٌ فَنِكَاحُهُ مُرْدُودٌ﴾ = ”عَنْ خَنْسَاءَ بِنْتِ خَدَاجِ الْأَنْصَارِيَّةِ: أَنَّ أَبَاهَا زَوَّجَهَا وَهِيَ تَبْتُ فَكَرِهَتْ ذَلِكَ، فَاتَتْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَرَدَّ نِكَاحَهُ: (انظر رقم: ۵۱۳۸) ثبوت کے لئے دیکھئے ص: ۶۷

(جب باپ اپنی بیٹی کا نکاح کر دے اور وہ ناپسند کرتی ہو تو اس کا نکاح مردود ہے)
حضرت خنسَاء جو کہ بیوہ تھیں انکے والد نے زبردستی ان کا نکاح کر دیا وہ رسول ﷺ کے پاس آئیں آپ ﷺ نے ان کے نکاح کو مردود (باطل) قرار دیا۔
اب احناف کی بھی سن لیجئے فرماتے ہیں۔

۱۹۔ (رجل ادّعى على امرأة نكاحا وهي تجحد وأقام عليها شاهد يُزور وقضى القاضي بالنكاح بينهما حل للرجل وطؤها وحل للمرأة التمكين منه عند أبي حنيفة وأبي يوسف الأول) (فتاویٰ عالمگیری: ۳/۳۵۰-۳۵۱) ثبوت کے لئے دیکھئے ص: ۱۲۰، ۱۲۱

اگر کوئی شخص کسی عورت پر یہ دعویٰ کر دے کہ یہ میری بیوی ہے اور وہ عورت انکار کرے

پھر یہ شخص جھوٹے گواہ پیش کر کے اپنے حق میں قاضی سے فیصلہ لے لے تو ایسی صورت میں اسکے لئے اس عورت سے جماع جائز ہوگا اور اس عورت کا اپنے آپ کو اس کے قابو میں کر دینا جائز ہوگا امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک یہ جائز ہے اور ابو یوسف کے ایک قول کے مطابق بھی جائز ہے۔

نبی ﷺ کے بقول مدینہ حرم ہے جیسا کہ بخاری میں حضرت انس سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

﴿الْمَدِينَةُ حَرَمٌ مَنْ كَذَّأَ إِلَى كَذَّأٍ لَا يُقْطَعُ شَجَرُهَا، وَلَا يُحَدَّثُ فِيهَا حَدَثٌ مَنْ أَحْدَثَ فِيهَا حَدَثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ﴾ (بخاری: رقم ۱۸۶۷)

مدینہ حرم ہے یہاں سے وہاں تک نہ اسکے درخت کاٹے جائیں گے نہ اس میں بدعت کی جائے جس نے مدینہ میں بدعت کی تو اس پر اللہ اور فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہو۔ ثبوت کے لئے دیکھئے ص: ۶۴

اب احناف کی بھی سن لیجئے۔ ابن عابدین فرماتے ہیں۔

۲۱۔ (لاحرم للمدينة عندنا) (ردالمحتار: ۲/۲۵۶)

ہمارے نزدیک مدینہ حرم نہیں ہے۔ ثبوت کے لئے دیکھئے ص: ۱۳۱

نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں۔

﴿لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ﴾ (بخاری: رقم ۷۵۶)

جو شخص نماز میں سورۃ فاتحہ نہیں پڑھتا اس کی نماز نہیں ہوتی۔ ثبوت کے لئے دیکھئے ص: ۶۱

احناف اس حدیث کا یہ جواب دیتے ہیں کہ یہ منفرد کیلئے ہے۔ مقتدی کیلئے نہیں۔ اب

لیجئے احناف منفرد کیلئے بھی رعایت دیتے ہیں۔ صاحب ہدایہ لکھتے ہیں۔

(والقراءة في الفرض واجبة في الركعتين) (ہدایہ اولین ص: ۱۲۷)

قرأت فرض نمازوں میں دو رکعتوں میں واجب ہے۔ ثبوت کے لئے دیکھئے

ص: ۹۵

(وہو مخیر فی الاخرین معناه ان شاء سکت وان شاء قرأ وان شاء سبح

کذا روی عن ابی حنیفہ) (ہدایہ اولین: ص ۱۲۸) ثبوت کے لئے دیکھئے ص: ۹۵

دوسری دو رکعتوں میں نمازی کو اختیار ہے چاہے تو خاموش رہے چاہے قرأت کرے

اور اگر چاہے توشیخ کہہ لے۔ امام ابوحنیفہؒ سے اسی طرح روایت کیا گیا ہے۔

نبی اکرم ﷺ اس شخص کو نماز دہرانے کا حکم دیتے ہیں جو رکوع الطمینان سے ادا نہ

کر رہا تھا اس حدیث کو امام بخاری یوں روایت کرتے ہیں۔

﴿عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَدَخَلَ رَجُلٌ فَصَلَّى، ثُمَّ جَاءَ فَسَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ارْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ، فَصَلَّى ثُمَّ جَاءَ فَسَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ارْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ، ثَلَاثًا فَقَالَ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا أَحْسِنُ غَيْرُهُ، فَعَلَّمَنِي قَالَ إِذَا قُمْتَ إِلَى الصَّلَاةِ فَكَبِّرْ ثُمَّ اقْرَأْ مَا تيسَّرَ مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ، ثُمَّ ارْكَعْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ رَاكِعًا، ثُمَّ ارْفَعْ حَتَّى تَعْتَدِلَ قَائِمًا، ثُمَّ اسْجُدْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا، ثُمَّ ارْفَعْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ جَالِسًا، ثُمَّ اسْجُدْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا ثُمَّ افْعَلْ ذَلِكَ فِي صَلَاتِكَ كُلِّهَا﴾ (بخاری: رقم ۷۹۳) ثبوت کے لئے دیکھئے ص: ۲۲

حضرت ابو ہریرہ روایت کرتے ہیں کہ رسول ﷺ مسجد میں داخل ہوئے ایک اور

شخص بھی مسجد میں داخل ہوا اور اس نے نماز پڑھی پھر وہ نبی ﷺ کے پاس آیا اور آپ کو سلام

کیا آپ ﷺ نے اس کے سلام کا جواب دیا اور فرمایا واپس لوٹ جا نماز پھر پڑھ کیونکہ تو نے نماز

نہیں پڑھی اس نے پھر نماز پڑھی اور آپ کے پاس آ کر آپ سلام کیا آپ ﷺ نے فرمایا واپس لوٹ جا نماز پھر پڑھ کیونکہ تو نے نماز نہیں پڑھی تین مرتبہ اسی طرح ہوا پھر اس آدمی نے کہا اللہ کی قسم جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے میں اس سے بہتر نماز نہیں پڑھ سکتا پس آپ مجھے نماز کا طریقہ سکھائیے آپ ﷺ نے فرمایا جب تو نماز کے لئے کھڑا ہو تو تکبیر کہہ پھر تجھے جتنا میسر ہو قرآن پڑھ پھر رکوع کر اطمینان کے ساتھ پھر کھڑا ہوا اطمینان کے ساتھ پھر سجدہ اطمینان سے کر پھر جلسہ اطمینان سے کر اور اسی طرح ساری نماز ادا کر۔

اب احناف کا فتویٰ بھی سن لیں۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے۔

۲۲۔ (أَجْمَعُوا عَلَىٰ أَنْ لَا يُعْتَدَلُ فِي قَوْمَةِ الرُّكُوعِ لَيْسَ بِوَاجِبٍ عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ

وَمُحَمَّدٌ رَحِمَهُمَا اللَّهُ تَعَالَىٰ وَكَذَا الطَّمَأْنِينَةُ فِي الْجُلُوسَةِ هَكَذَا فِي الْكَافِي) (۱/۷۱)

حنفی فقہاء کا اس پر اجماع ہے کہ رکوع کے قومہ میں اعتدال و سکون اختیار کرنا امام ابو حنیفہؒ اور محمدؒ کے نزدیک واجب نہیں اور اسی طرح جلسہ میں اطمینان بھی واجب نہیں۔ ثبوت کے لئے دیکھئے ص: ۱۷۷

نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں۔

﴿أَمَرْتُ أَنْ أُسْحَدَ عَلَىٰ سَبْعَةِ أَعْظَمٍ: عَلَى الْجَبْهَةِ وَأَشَارَ بِيَدِهِ إِلَى أَنْفِهِ وَ الْيَدَيْنِ وَالرُّكْبَتَيْنِ وَأَطْرَافِ الْقَدَمَيْنِ، وَلَا نَكُفَّتِ الثِّيَابَ وَالشَّعْرَ﴾ (بخاری: رقم

(۸۱۲)

مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں سات ہڈیوں پر سجدہ کروں پیشانی پر اور آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے ناک کی طرف اشارہ کیا دونوں ہاتھوں پر دونوں گھٹنوں پر اور دونوں قدموں کی

انگلیوں پر اور یہ کہ کپڑے اور بال نہ سمیٹوں۔ ثبوت کے لئے دیکھئے ص: ۶۳
سوچئے یہ حکم دینے والا رب کے علاوہ بھی کوئی ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ کے اس حکم پر احناف
کس طرح عمل کرتے ہیں ملاحظہ فرمائیے۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے۔

۲۳۔ (ولو ترك وضع اليدين والركبتين جازت صلاته بالاجماع كذا في
السراج الوهاج) (۷۰/۱) ثبوت کے لئے دیکھئے ص: ۱۱۶

اگر سجدے میں ہاتھوں اور گھٹنوں کو زمین پر رکھنا چھوڑ دے تب بھی نماز جائز ہوگی اس
پر اجماع ہے۔ سوچئے کیا اس طریقے سے سجدہ کرنا ممکن بھی ہے۔
ابو مسعودؓ سے روایت ہے کہ۔

﴿أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنْ تَمَنِ الْكَلْبِ، وَمَهْرِ الْبَغِيِّ، وَحُلْوَانِ
الْكَاهِنِ﴾ (بخاری رقم ۲۲۳۷) ثبوت کے لئے دیکھئے ص: ۶۶

رسول اللہ ﷺ نے کتے کی قیمت لوٹدی اور جادوگر کی کمائی سے منع فرمایا۔
اب احناف کی بھی سن لیجئے۔ صاحب ہدایہ لکھتے ہیں۔

۲۴۔ (وَيَحْجُوزُ بَيْعُ الْكَلْبِ وَالْفَهْدِ وَالسِّبَاعِ الْمَعْلَمُ وَغَيْرُ الْمَعْلَمِ فِي ذَلِكَ
سَوَاءٌ) (ہدایہ اخیرین ص: ۱۰۳) ثبوت کے لئے دیکھئے ص: ۱۰۷

کتے، شیر اور درندے چاہے سدھائے ہوئے ہوں یا غیر سدھائے ہوئے ان کی
تجارت جائز ہے۔ فتاویٰ عالمگیری میں یہ بھی ہے۔

(إذا ذبح كلبه وباع لحمه جاز وكذا إذا ذبح حماره وباع
لحمه)..... (ويجوز بيع لحوم السباع والحمير المذبوحة في الرواية
الصحيحة) (۱۱۵/۳) ثبوت کے لئے دیکھئے ص: ۱۱۹

اگر اپنے کتے کو ذبح کر لے اسکا گوشت بیچے اسی طرح اپنے گدھے کو ذبح کرے اور اسکا گوشت بیچے صحیح روایت کے مطابق درندوں کا گوشت اور ذبح شدہ گدھے کا گوشت فروخت کرنا جائز ہے

جعفر بن عمر اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ۔

﴿رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَمْسُحُ عَلَى عِمَامَتِهِ وَخُفَيْهِ﴾ (بخاری رقم: ۲۰۵)

میں نے نبی ﷺ کو عمامے اور موزوں پر مسح کرتے ہوئے دیکھا۔ ثبوت کیلئے دیکھئے ص: ۵۸ چونکہ احناف کا باوا آدم ہی زوالہ ہے صاحب ہدایہ لکھتے ہیں۔

۲۵۔ (ولایحوز المسح علی العمامة) (ہدایہ اولین ص: ۴۴)

عمامہ پر مسح کرنا جائز نہیں۔ ثبوت کے لئے دیکھئے ص: ۹۲

امام بخاری اپنی صحیح میں یہ باب باندھتے ہیں۔

(بَابُ مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ صَوْمٌ)

جو مر جائے اور اسکے ذمہ روزے ہوں۔ اور حضرت عائشہ سے روایت بیان کرتے ہیں

﴿أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ صِيَامٌ صَامَ عَنْهُ وَلِيُّهُ﴾ (بخاری

رقم: ۱۹۵۲)

کہ رسول ﷺ نے فرمایا جو شخص مر جائے اور اسکے ذمہ روزے ہوں تو اسکی طرف

سے اسکا ولی روزے رکھے۔ ثبوت کے لئے دیکھئے ص: ۶۵

صاحب ہدایہ اس کا جواب یوں دیتے ہیں۔

۲۶۔ (ولا يصوم عنه الولی) (ہدایہ اولین ص: ۲۰۳)

(فوت شدہ کی طرف سے) اسکا ولی روزے نہ رکھے۔ ثبوت کے لئے دیکھئے ص: ۹۷

امام بخاری اپنی صحیح میں یہ باب باندھتے ہیں۔ (باب: لَا تُقْبَلُ صَلَاةٌ بِغَيْرِ طُهُورٍ)

بغیر طہارت کے نماز قبول نہیں کی جاتی۔ پھر حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ۔

﴿ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: لَا تُقْبَلُ صَلَاةٌ مِنْ أَحَدٍ حَتَّى يَتَوَضَّأَ، قَالَ رَجُلٌ مِنْ

حَضَرَ مَوْتَ: مَا الْحَدَّثُ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ؟ قَالَ: فَسَاءٌ أَوْ ضَرَاطٌ: ﴾ (بخاری: رقم ۱۳۵)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حدیث کرنے والے کی نماز قبول نہیں ہوتی جیتک کہ وہ

وضو نہ کر لے حضور موت سے آئے ہوئے شخص نے حضرت ابو ہریرہؓ سے پوچھا کہ حدیث کیا ہے؟

فرمایا ہوا خارج کرنا یا پاد مارنا ہے۔ ثبوت کے لئے دیکھئے ص: ۵۷

اب احناف کی بھی سنئے۔ صاحب ہدایہ لکھتے ہیں۔

۲۷۔ (وان سبقه الحدث بعد التشهد تو وضاً وسلم لان التسليم واجب فلا

بد من التوضي لياتي به وان تعمد الحدث في هذه الحالة او تكلم او عمل عملا

ينافي الصلوة تمت صلاته) (ہدایہ اولین ص: ۱۱۰) ثبوت کے لئے دیکھئے ص: ۹۴

اگر تشہد میں ہوا سبقت لے جائے تو دوبارہ وضو کرے پھر سلام پھیرے کیونکہ سلام

پھیرنا واجب ہے اور سلام پھیرنے کیلئے وضو ضروری ہے لیکن اگر اس حالت میں جان بوجھ کر ہوا

خارج کر دے یا گفتگو شروع کر دے یا نماز کے منافی کام کرے تو اس کی نماز مکمل ہوگی۔

لیجئے اب مسلم اور دسری احادیث کی کتابوں کے کچھ مسائل جس کی احناف مخالفت

کرتے ہیں۔

امامت کا حق دار کون ہے اس بارے میں۔ ابو مسعودؓ فرماتے ہیں کہ۔

﴿ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: يَوْمَ الْقَوْمِ أَقْرُوهُمْ لِكِتَابِ اللَّهِ فَإِنْ كَانُوا فِي الْقِرَاءَةِ

سَوَاءً فَأَعْلَمُهُمْ بِالسُّنَّةِ فَإِنْ كَانُوا فِي السُّنَّةِ سَوَاءً فَأَقْدَمُهُمْ هِجْرَةً فَإِنْ كَانُوا فِي

الْهَجْرَةَ سَوَاءً، فَأَقْدَمُهُمْ سِلْمًا قَالَ الْأَشْجُعُ فِي رِوَايَتِهِ : مَكَانٌ سِلْمًا سِنًا۔ وَفِي رِوَايَةِ مُسْلِمٍ ثُمَّ لِيَوْمِكُمْ أَكْبَرُ كُمْ ﴿﴾ (مسلم رقم: ۶۷۴) ثبوت کے لئے دیکھئے ص: ۷۱

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ امامت قرآن کو سب سے زیادہ پڑھنے والا کرائے (قرأت میں ماہر ہو) اگر قرأت میں سب برابر ہوں تو جو سب سے زیادہ سنت کو جانتا ہو اگر اس میں بھی سب برابر ہوں تو سب سے پہلے ہجرت کرنے والا کرائے اگر اس میں بھی برابر ہوں تو سب سے پہلے اسلام لانے والا (اور ایک روایت میں ہے کہ جو عمر میں سب سے بڑا ہو) امامت کرائے۔ اب احناف کی امامت کی شرائط بھی سن لیں۔ ابن عابدین شامی فرماتے ہیں۔

۲۸۔ (ثم الاحسن خلقا، ثم الاحسن وجهاً، ثم الاشرف نسباً، ثم الاحسن صوتاً، ثم الاحسن زوجة، ثم الاكثر مالا، ثم الاكثر جاهاً، ثم الانظف ثوباً، ثم الاكبر رأساً والاصغر عضواً۔) (ردالمحتار: ۱/۳۷۵) ثبوت کے لئے دیکھئے ص: ۱۲۹

امام وہ بنے جو اچھے خلق والا پھر وہ جو خوبصورت ہو پھر وہ جو بڑے حسب نسب والا ہو پھر وہ جو اچھی آواز والا ہو پھر وہ جو خوبصورت بیوی والا ہو پھر وہ جو زیادہ مالدار ہو پھر وہ جو بڑے مرتبے والا ہو پھر وہ جو نظیف کپڑوں والا ہو پھر وہ جو بڑے سر والا اور چھوٹے عضو والا ہو۔ اللہ کی حدوں میں سے کسی حد کو ختم کر دینا کسی کے بس کی بات نہیں۔ مسلم کی ایک روایت سے اس بات کی وضاحت ہوتی ہے جسے حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں۔

﴿أَنَّ قُرَيْشًا أَهَمَّهُمْ شَأْنُ الْمَرْأَةِ الْمَحْزُومَةِ الَّتِي سَرَقَتْ فَقَالُوا: مَنْ يُكَلِّمُ فِيهَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ؟ فَقَالُوا: وَمَنْ يَحْتَرِي عَلَيْهِ إِلَّا أَسَامَةُ، حَبُّ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ؟ فَكَلَّمَهُ أَسَامَةُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "أَتَشْفَعُ فِي حَدٍّ مِنْ حُدُودِ اللَّهِ؟" ثُمَّ قَامَ

فَاخْتَطَبَ فَقَالَ ”أَيُّهَا النَّاسُ ! إِنَّمَا أَهْلَكَ الَّذِينَ قَبْلَكُمْ ، أَنَّهُمْ كَانُوا إِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الشَّرِيفُ ، تَرَكُوهُ وَإِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الضَّعِيفُ ، أَقَامُوا عَلَيْهِ الْحَدَّ وَآيُمُ اللَّهِ ! لَوْ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ يَدَهَا“ (مسلم رقم: ۱۶۸۸) ثبوت کے لئے دیکھئے ص: ۷۳

کہ بنی مخزوم قبیلہ کی ایک عورت نے چوری کی لوگوں نے کہا کہ کون اسکی سفارش نبی ﷺ کے پاس کرے کہا اس کام کی جرأت اسامہؓ کے علاوہ کس کو ہے کیونکہ وہ نبی ﷺ کا محبوب ہے۔ حضرت اسامہؓ نے جب نبی ﷺ سے اس بارے میں گفتگو کی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے اسامہ کیا اللہ کی قائم کردہ حدوں میں سے ایک حد میں سفارش کرتے ہو پھر آپ ﷺ نے خطبہ دیا کہ اے لوگو! تم سے پہلے لوگ اسی لئے ہلاک ہوئے کہ جب ان میں کوئی بڑا چوری کرتا تھا تو اسے چھوڑ دیتے تھے اور اگر کوئی غریب یہ کام کرتا تو سزا دیتے اللہ کی قسم ہے کہ اگر فاطمہ بنت محمد ﷺ بھی چوری کرتی تو میں اسکے بھی ہاتھ کاٹ ڈالتا۔

اب احناف بادشاہ اور خلیفہ کو کتنی چھوٹ دے رہے ہیں۔ صاحب ہدایہ فرماتے ہیں۔

۲۹۔ (وکل شیء صنعه الامام الذی لیس فوقہ امام لاحد علیہ الا القصاص

فانه یوخذ به وبالا موال) (ہدایہ اولین: ۵۰۰) ثبوت کے لئے دیکھئے ص: ۱۰۱

خلیفہ جو چاہے کرے اس پر کوئی حد نہیں ہے سوائے قصاص کے اور وہ اس سے اور اس

کے مال میں سے لیا جائے گا۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ۔

﴿أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سُئِلَ عَنِ الْخُمْرِ تَتَّخِذُ خَلًّا؟ فَقَالَ لَا﴾ (مسلم ۱۰۷۳/۳)

رسول اللہ ﷺ سے شراب کو سرکہ بنانے سے متعلق پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے

فرمایا ”نہیں“ (یعنی شراب کا سرکہ نہیں بنایا جاسکتا) ثبوت کے لئے دیکھئے ص: ۷۴

آئیے اب خفیوں سے پوچھیں۔ صاحب ہدایہ فرماتے ہیں۔

۳۰۔ (وَاِذَا تَخَلَّلْتَ الْخَمْرُ حِلَّتْ سِوَاءُ صَارَتْ خَلًّا بِنَفْسِهَا اَوْ بِشَيْءٍ يُطْرَحُ

فیہا ولا یکرہ تخلیلُہا) (ہدایہ اخیرین: ص ۴۹۶) ثبوت کے لئے دیکھئے ص: ۱۱۰

اگر شراب خود بخود سرکہ بن جائے یا اس میں کوئی چیز ملا کر اسے سرکہ بنا لیا جائے تو کوئی کراہت نہیں۔

ابوالمخنف بن اسامہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ۔

﴿اَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ: نَهَى عَنْ جُلُودِ السَّبَاعِ﴾ (ابوداؤد رقم: ۴۱۳۲)

رسول اللہ ﷺ نے درندوں کی کھال کے استعمال سے منع فرمایا۔ ثبوت کے لئے دیکھئے ص: ۷۸
اب احناف کی رائے سن لیں۔ صاحب ہدایہ لکھتے ہیں۔

۳۱۔ (وَكُلُّ اِهَابٍ دَبَغٍ فَقَدْ طَهِّرَ جازت الصلوة فيه والوضوء منه الاجلد

الخنزير) (ہدایہ اولین ص: ۲۴) ثبوت کے لئے دیکھئے ص: ۹۱

ہر کھال دباغت سے پاک ہو جاتی ہے اس پر نماز اور اس کے ذریعے وضو کرنا جائز ہے
سوائے آدمی اور خنزیر کی کھال کے۔ پھر مزید فرماتے ہیں۔

(ما يَطهر جلده بالدباغ يطهر بالذكاة لانه يعمل عمل الدباغ في ازالة

الرطوبات النجسة وكذلك يطهر لحمه وهو الصحيح) (ہدایہ اولین ص: ۲۴)

جس جانور کی کھال دباغت سے پاک ہو جاتی ہے اسے ذبح کرنے سے بھی پاک ہو
جاتی ہے اسی طرح اس کا گوشت بھی پاک ہو جاتا اور صحیح ہے۔ ثبوت کے لئے دیکھئے ص: ۹۱
اسی طرح رد المحتار میں ہے۔

(قال مشايخنا من صلى و فى كُمِّه جروٌ تجوز صلاته و قيده الفقيه

ابو جعفر الہندوانی بكونه مشدود الفم (۱۳۹/۱) ثبوت کے لئے دیکھئے ص: ۱۲۸

ہمارے مشائخ نے فرمایا ہے جو اس حالت میں نماز پڑھے کہ اس کی آستین میں کتے کا پلا ہو تو ایسی صورت میں نماز پڑھنا جائز ہے فقیہ ابو جعفر ہندوانی نے یہ شرط لگائی ہے کہ کتے کا منہ بندھا ہونا چاہئے۔ اسی طرح درمختار میں ہے۔

(لیس الكلب بنجس العین عند الامام وعلیه الفتوی وان رجح بعضهم النجاسة كما بسطه ابن الشحنة فيبا ع ويؤجر ويضمن ويُنَحَذُ جِلْدُهُ مَصْلٰی وِدَلُوْا وَلَوْ اَخْرَجَ حَيَاوْلَمْ يَصْبِ فِيْهِ الْمَاءُ لَا يَفْسُدُ مَاءُ الْبُئْرِ وَلَا الثُّوبُ بِانْتِفَاضِهِ وَلَا بَعْضُهُ مَا لَمْ يَرِيقَهُ وَلَا صَلَاةٌ حَامِلِهِ وَلَوْ كَبِيرًا) (ردالمحتار: ۱۳۹/۱) ثبوت کے لئے دیکھئے ص: ۱۲۸

امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک کتا نجس العین نہیں اور اسی پر فتویٰ ہے۔ اور اگرچہ بعض نے اس کی نجاست کو ترجیح دی ہے جیسا کہ ابن الشنہ نے ذکر کیا لہذا کتا فروخت کیا جاسکتا ہے اجرت پر دیا جاسکتا ہے۔ اسے ضمانت کے طور پر رکھا جاسکتا ہے۔ اس کی کھال کی جائے نماز بنائی جاسکتی ہے اور پانی نکالنے کا ڈول بھی۔ اسی طرح کنویں سے کتے کو باہر زندہ نکالا اور اگر اس کا منہ باہر ہو تو پانی پاک ہے اور کپڑے بھی پاک ہیں جب تک کہ اس کا لعاب کپڑوں پر نہ لگے اور اسکو اٹھا کر نماز پڑھنے والے کی نماز ہو جاتی ہے چاہے کتا بڑا ہی کیوں نہ ہو۔

لیجئے ایک اور مسئلہ جس میں احناف حدیث کی مخالف کرتے ہیں۔

﴿عن أبي هريرة قال: قال رسول الله ﷺ: إِنَّ اللَّهَ تَجَاوَزَ لَأُمَّتِي عَمَّا تُوسَّسُ

بِهِ صُدُّوْهَا مَا لَمْ تَعْمَلْ بِهِ أَوْ تَتَكَلَّمْ بِهِ وَمَا اسْتَكْرَهُوا عَلَيْهِ﴾ (ابن ماجہ رقم: ۲۰۴۴)

ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے میری

امت کے دلوں میں پیدا ہونے والے وسوسوں کو معاف کر دیا ہے جب تک کہ وہ اس کے مطابق

عمل یا کلام نہ کر لیں اور یہ بھی معاف کر دیا کہ جب کسی کو مجبور کر دیا جائے۔ ثبوت کے لئے دیکھئے
ص: ۷۶

ایک اور حدیث میں کے الفاظ یوں ہیں۔

﴿عن ابن عباس رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: إِنَّ اللَّهَ وَضَعَ عَنْ أُمَّتِي الْخَطَأَ وَالنِّسْيَانَ، وَمَا اسْتُكْرِهُوا عَلَيْهِ﴾ (ابن ماجہ: ۲۰۴۵) ثبوت کے لئے دیکھئے ص: ۷۳
ابن عباس فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے میری امت پر سے
خطا، بھول اور جس پر انہیں مجبور کر دیا جائے معاف کر دیا ہے۔

اس کے مقابلے میں صاحب ہدایہ فرماتے ہیں۔

۳۲۔ (وطلاق المکرہ واقع) (ہدایہ اولین ص: ۳۳۸)

زبردستی کی طلاق ہو جاتی ہے۔ ثبوت کے لئے دیکھئے ص: ۹۹

امام ابوودود نے اپنی سنن میں یہ باب باندھا ہے۔ (باب الحكم فيمن سب النبي صلی اللہ علیہ وسلم) جو شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دیتا ہے اس کا کیا حکم ہے۔ پھر مندرجہ ذیل حدیث ذکر کی۔

﴿عن ابن عباس رضی اللہ عنہ، أن أعمى كانت له أم ولد، تشتم النبي صلی اللہ علیہ وسلم، وتقع فيه، فینہاها فلا تنتهي، ويزجرها فلا تنزجر قال: فلما كانت ذات ليلة جعلت تقع في النبي صلی اللہ علیہ وسلم وتشتمه، فأخذ المغول فوضعه في بطنها، واتكأ عليها فقتلها، فوقع بين رجلها طفل، فلطخت ما هناك بالدم، فلما أصبح ذكر ذلك لرسول الله صلی اللہ علیہ وسلم، فجمع الناس فقال: أنشد الله رجلاً ما فعل، لي عليه حق، إلا قام فقام الأعمى يتخطى الناس، وهو يتزكزل حتى قعد بين يدي النبي صلی اللہ علیہ وسلم فقال: يا رسول الله! أنا صاحبها، كانت تشتمك وتقع فيك فأنهاها فلا تنتهي، وأزجرها فلا تنزجر، ولي منها ابنان مثل

اللؤلؤتين، وكانت بي رفيقةً، فلما كانت البارحة جعلت تشتمك و تقع فيك، فأخذت المغول فوضعتہ فی بطنہا واتکأت علیہا حتی قتلہا، فقال النبی ﷺ ألا أشہدوا: أن دَمَها هَدْرٌ (ابوداؤد رقم: ۴۳۶۱) ثبوت کے لئے دیکھئے ص: ۷۹

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کہ ایک اندھے کی بیوی تھی جو نبی ﷺ کو گالیاں دیتی وہ اسے روکتا اور ڈانٹتا مگر وہ باز نہ آتی ایک رات اس نے پھر نبی ﷺ کی ہجو کی گالیاں دیں تو اس کے خاوند نے خنجر نکال کر اس کے پیٹ پر رکھا اور اسے دبایا اور اسے قتل کر دیا اس کے پاؤں کے درمیان بچہ خون میں لت پت ہو گیا۔ صبح رسول ﷺ سے ذکر کیا گیا۔ لوگ اکٹھے ہوئے نبی ﷺ نے فرمایا جس شخص نے یہ کام کیا ہے اسے میں اللہ کی قسم دیتا ہوں اور میرا جو اس پر حق ہے وہ کھڑا ہو جائے تو ایک نابینا کھڑا ہوا جو لوگوں کو پھلانگ رہا تھا اور ڈمگ رہا تھا یہاں تک کہ وہ نبی ﷺ کے سامنے بیٹھ گیا اور کہا اے اللہ کے رسول میں اسکا خاوند ہوں میری بیوی آپ کو گالیاں نکالتی جو کرتی میں اسے روکتا وہ نہ رکتی میں اسے ڈانٹتا اور وہ منع نہ ہوتی میرے اس کے بطن سے دو موتیوں جیسے بچے ہیں وہ میری رفیقہ حیات تھی بچھلی رات اس نے آپ کی ہجو کرنی شروع کی اور گالیاں نکالنے لگی میں نے خنجر لے کر اس کے پیٹ پر رکھا اور اس پر زور دیا یہاں تک کہ میں نے اس کو قتل کر دیا نبی ﷺ نے فرمایا لوگو گواہ رہنا کہ اس کا خون رائیگاں گیا۔

اب احناف کا مسلک بھی سن لیجئے۔ فرماتے ہیں:

۳۳۔ ومن امتنع من الجزية او قتل مسلماً او سب النبی علیہ السلام

أوزنی بمسلمةٍ لم ينتقض عہدہ (ہدایہ اولین: ۵۷۸) ثبوت کے لئے دیکھئے ص: ۱۰۴

جو ذمی جزیہ دینے سے انکار کر دے یا کسی مسلمان کو قتل کرے یا نبی ﷺ کو گالی دے یا کسی مسلمان عورت سے زنا کرے تب بھی اس کا عہد (ذمہ) نہیں ٹوٹے گا۔

امام ابوداؤد نے اپنی سنن میں یہ باب باندھا ﴿باب فی الرجل یزنی بحریمہ﴾ کہ جو شخص اپنی محرمات سے نکاح کرتا ہے۔ پھر مندرجہ ذیل حدیث نقل کی۔

﴿عن البراء بن عازب ؓ﴾، قال : بینا أنا أطوف ، علی إبل لی ضَلَّتْ ، إذ أقبل ركب - أو فَوَارِسُ - معهم لواء ، فجعل الأعراب یطیفون بی ، لمنزلتی من النبی ﷺ ، إذ أتوا قبة ، فاستخرجوا منها رجلاً فضربوا عنقه ، فسألت عنه؟ فذکروا : أنه أعرس بامرأة أبيه ﴿ابوداؤد: ٤٤٥٦﴾ ثبوت کے لئے دیکھئے ص: ٨١

براء بن عازب ؓ فرماتے ہیں دوران طواف میں ایک قافلے والوں سے ملا جب وہ اپنے ٹھکانے پر پہنچے تو اس میں سے ایک شخص کو باہر نکالا اور اسکی گردن کو جدا کر دیا میں نے اسکے متعلق پوچھا تو بتایا گیا کہ اس نے اپنے باپ کی بیوی سے نکاح کیا تھا۔ دوسری حدیث کے الفاظ یوں ہیں۔

﴿عن البراء ؓ﴾ قال: لقيتُ عَمِّي ومعه راية ، فقلت : أين تريد ؟ قال : بعثني رسول الله ﷺ إلى رجل نكح امرأة أبيه ، فأمرني أن أضرب عنقه ، وأخذَ ماله ﴿ابوداؤد: ٤٤٥٧﴾ ثبوت کے لئے دیکھئے ص: ٨١

حضرت براء ؓ کہتے ہیں میں اپنے چچا کو ملا اور اس کے پاس جھنڈا تھا میں نے پوچھا کہاں کا ارادہ ہے؟ اس نے کہا: مجھے نبی ﷺ نے ایک شخص کی طرف بھیجا ہے جس نے اپنے باپ کی بیوی سے نکاح کر لیا ہے اور آپ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اس کو قتل کر دوں اور اس کا مال چھین لوں۔

اب حنفیوں کا فتویٰ بھی دیکھ لیں، فتاویٰ عالمگیری میں ہے۔

(و كذ لك لتزوج بذات رَحِمٍ مُحَرَّمٍ نحو البنت والأخت والأم والعمة

والخالة و جامعها لا حد عليه في قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى وان قال علمت
أنها على حرام۔ (۳/۶۸) ثبوت کے لئے دیکھئے ص: ۱۲۲

اسی طرح اگر کوئی محرمات ابدیہ سے نکاح کر لے مثلاً بیٹی، بہن، ماں، پھوپھی یا خالہ
اور پھر ان سے جماع بھی کر لے تو امام ابوحنیفہؒ کے قول کے مطابق اس پر کوئی حد نہیں ہے چاہے
وہ یہ جانتا بھی ہو کہ یہ کام مجھ پر حرام ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں قرآن اور حدیث پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور
آپس کی فرقہ بندی سے محفوظ فرمائے تاکہ ہم جہنم کی آگ سے بچ کر جنت میں داخل ہو سکیں۔
وما توفیقی الا باللہ

Islamic Research Centre Rawalpindi